فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (الحشر: ۲)

(اہل نظر کے لئے سبق آموز مضامین)

# مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

مرتب

امتیاز احمد

(ماسٹر آف فلاسفی (لندن))

مدینہ منورہ

# مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات


مصنف: ............................................امتیاز احمد

شہریت: ............................................امریکی

تعلیم: ............................................ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

تجربہ:

۱۔ ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج، اسلام آباد، پاکستان

۲۔ پرنسپل اسلامک اسکولز۔ امریکہ

۳۔ جنرل منیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy International) اسلامی رفاعی ادارہ امریکہ

۴۔ بانی توحید مسجد آف فارمینگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill Michigan)
اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit Michigan)

۵۔ مشیر عربیین ایڈوانس سسٹمز، سعودی عرب (Arabian Advanced Systems)

مصنّف کا پتہ: ص۔ب: ۴۳۲۱، مدینہ منورہ۔ سعودی عرب

ای میل: imtiazahmad_100@yahoo.com


نوٹ: آپ اپنے تاثرات بذریعہ ای میل مصنف کو بھیج سکتے ہیں۔


منسٹری آف انفارمیشن سعودی عرب کا اجازت نامہ

امتیاز احمد، ۱۴۲۸ھ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

احمد، امتياز

فاعتبروا يا أولي الأبصار / امتياز أحمد - ط۳ - المدينة المنورة ۱۴۲۸ھ

ص: ۱۶۴ ۲۱ ۱۴ سم

ردمك: ۳ - ۰۰۲ - ۵۶ - ۹۹۶

(النص باللغة الأردية)

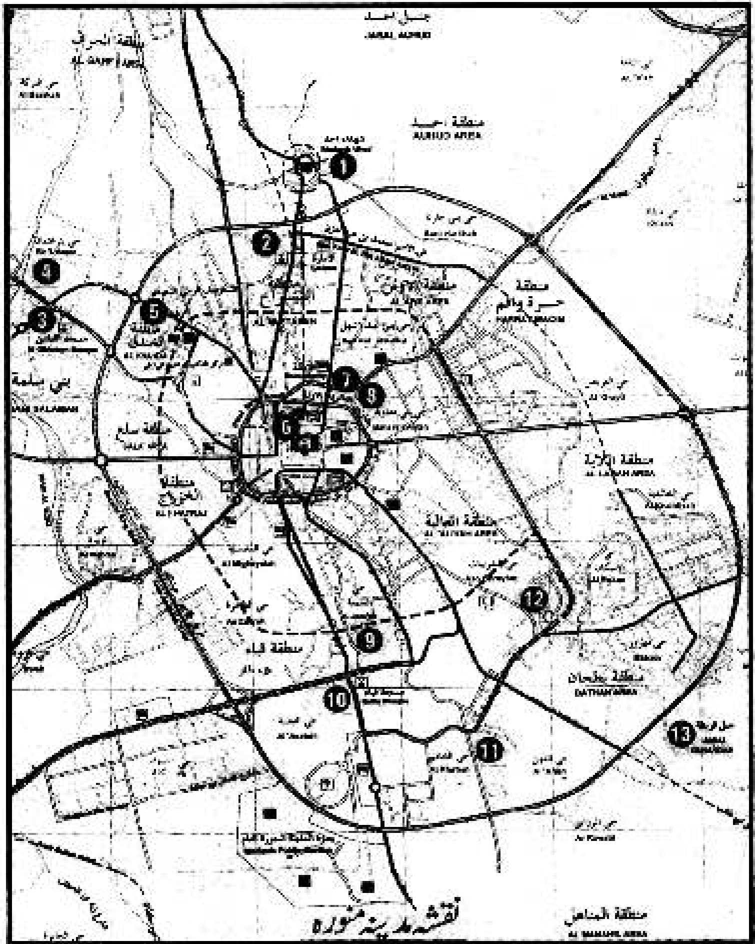
۱۔ المدينة المنورة - تاريخ - العنوان

ديوى ۹۵۳،۱۲۲ ۱۴۲۸ / ۳۵۲۸

رقم الايداع: ۱۴۲۸ / ۳۵۲۸ ـ ردمك: ۳ - ۰۰۲ - ۵۶ - ۹۹۶۰

طابع: احمد گرافکس، کراچی، پاکستان، ای میل: info@ahmedgraf.com

# فہرست




۱- شہداء احد
۲- مسجد مستراح
۳- مسجد قبلتین
۴- بئر عثمانؓ
۵- جنگ خندق
۶- مسجد نبوی شریف
۷- مسجد ابوذرؓ
۸- مسجد اجابہ
۹- مسجد جمعہ
۱۰- مسجد قباء
۱۱- بنو نضیر
۱۲- مدینہ ہسپتال
۱۳- جبل قریظہ

# تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زائرین مدینہ منورہ بہت خوش قسمت لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت کاملہ سے نوازا۔ اوران کی زندگی بھر کی دلی خواہش کو پورا کردیا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے لئے ہر شخص کو بہت مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بالآخر ان کا خواب حقیقت بن جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو ایک روحانی فضا میں پاتے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچ کر تین امور کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مسجد نبوی میں باجماعت نماز، قرآن کریم کی مسلسل تلاوت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے صحابہ کرامؓ، آپ کی ازواج مطہرات اور ان کی آل پر صلوٰۃ وسلام۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان سب عبادات کو قبول فرمائیں۔ آمین!

اس کے علاوہ زائرین چند تاریخی اور مذہبی مقامات پر بھی حاضری دیتے ہیں۔ مثلاً جب وہ غزوہ احد کے مقام پر جاتے ہیں تو سید الشہداءؓ اور دیگر شہداءؓ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح غزوہ احزاب (خندق) کے مقام تعمیر شدہ مسجد میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد قباء اور مسجد قبلتین میں بھی حاضری دیتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ انہیں ان مقامات پر حاضری دینے سے پہلے ان مقامات کے بارے میں کچھ مطالعہ کرنا چاہئے۔ مثلاً غزوہ احزاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورۃ (سورۃ الاحزاب) نازل فرمادی۔ تاکہ ہم اس سے سبق سیکھیں۔ اسی طرح غزوہ احد کی تفصیل سورۃ آل عمران میں دی گئی ہے۔ اگر ہم ان مقامات اور واقعات کے بارے میں دلجمعی سے مطالعہ کرلیں گے تو وہاں حاضری کے دوران اس کی اہمیت اور فوقیت سے پوری طرح مستفید ہو سکیں گے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ تاریخی کتابوں میں واقعات نہایت تفصیل سے درج ہوتے

ہیں۔ اور زائرین کے پاس مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ تفصیلی مطالعہ کر سکیں اور اس تعلیم کو اپنے اندر جذب کر سکیں اسی طرح حج وعمرہ کی گائیڈ میں ان مقامات کا سرسری ذکر ہوتا ہے اور یہ کتابیں ان مقامات سے متعلق اہم نکات ونتائج سے خالی ہوتی ہیں۔

اس کتابچہ کا مقصد یہ ہے کہ ان واقعات سے جو جو اہم سبق ہم سیکھ سکتے ہیں اُن کو نہایت اختصار کے ساتھ زائرین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اس مطالعے سے زائرین اپنے آباواجداد کی قربانیوں اور ان کے روحانی مقام کو زیادہ اچھی طرح جان اور پہچان سکیں گے۔ اور اُن کا ایمان بڑھے گا اور جب وہ روحانیت سے سرشار ہو کر گھر لوٹیں گے تو ان کی زندگیوں میں انشاء اللہ خود بخود انقلاب آجائے گا۔

زائرین کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ خلفاء الراشدین کی زندگیوں سے بھی روشناس ہوں کیوں کہ ان کی زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس لئے ان کی زندگیوں کا سرسری جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے پُرانے یہودی قبائل کا حال اور رویہ بھی درج ہے۔ نیز رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف ان کی چند سازشوں کا بھی اختصار کے ساتھ ذکر ہے۔ اس کتابچہ سے زائرین کو مدینہ منورہ کے حالات واقعات اور مشکلات کا کافی حد تک اندازہ ہو جائے گا۔

اگر ہر شخص ان حالات کا اپنی موجودہ زندگی سے مقابلہ کرے تو غالباً یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ فی زمانہ اسلامی احکام پر کاربند ہونا نسبتاً آسان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو پختگی عطا فرمادیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمادیں ۔لیکن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو اپنی مدد آپ کریں۔ مثلاً ہر مرد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد اپنے وطن میں باجماعت نماز کی ادائیگی کو ترجیح دے۔ اور ہر عورت جس طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حجاب کا خیال رکھتی ہیں اسی طرح اپنے وطن میں بھی اس پر کاربند رہے تو ایسی عورت نہایت خاموشی سے اپنے معاشرے کو سنوار دے گی۔ جو کہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ایک بار میں نے اپنی اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر صوفیہ کو یہ کہا کہ آپ مبارک باد کی مستحق ہیں۔ کیونکہ آپ نے حجاب کا اہتمام نہ صرف اسلامی ملک میں بلکہ امریکہ میں بھی کیا۔ انہوں نے جواباً ایک بہت کام کی بات کہی۔ ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حجاب سے ہم نہ صرف اپنی حفاظت کرتی ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر مردوں کو شر سے بچاتی ہیں۔ یہ نکتہ پہلی بار میری سمجھ میں آیا کہ عورتوں کا حجاب دراصل ہم مردوں کی مدد اور اصلاح کے لئے ہے۔ اور عورتوں کا مردوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔

روحانیت کی ترقی کو پرکھنے کا ایک سادہ ٹیسٹ بھی ہے۔ اگر ہر مرد باجماعت نماز کا اور ہر عورت اسلامی پردہ کا پہلے سے زیادہ اہتمام کرتی ہے تو واضح ہے کہ اُن پر اللہ کے فضل وکرم کا اضافہ ہوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات پر کاربند نہیں تو وہ شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر رہا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اس ضروری کتابچہ کو تحریر کرنے کی سوچ اور توفیق عطا فرمائی۔ مدینہ منورہ میں مجھے اپنے سابقہ اسکول یعنی ایئر فورس پبلک اسکول سرگودھا، پاکستان کے نوجوان بھائی محمد صدیق شیخ صاحب سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔ انہوں نے نہ صرف اس کتابچہ کو آپ تک پہنچانے میں مدد دی بلکہ اس کا مقدمہ لکھنا بھی قبول فرمایا۔

میں جناب ڈاکٹر اصغر علی شیخ صاحب، پروفیسر طیبہ یونیورسٹی مدینہ منورہ کا بھی شکر گزار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اس کتابچہ کی تیاری میں بہت معاونت فرمائی۔

میں اپنی اہلیہ ڈاکٹر صوفیہ صاحبہ کا بھی بے حد ممنون ہوں کیونکہ میری سب کتابوں کی اشاعت وطباعت ان کی امریکہ میں میڈیکل پریکٹس کی آمدنی سے ہوئی۔ قارئین سے درخواست ہے کہ میرے کنبے اور آباؤ اجداد کو اپنی نیک دعاؤں میں شامل فرمائیں۔

ستمبر ۲۰۰۴ء

امتیاز احمد

مہاجر مدینہ منورہ

# مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ ہر سال لاکھوں مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں بھی حاضری دیتے ہیں چونکہ نقل وحرکت کی سہولتیں اور حاجیوں کی رہائش دن بدن جدید تر ہو رہی ہیں۔ اس لئے اکثر زائرین مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ زائرین کے لیڈروں کے پاس نہ تو اتنی تعلیم ہے اور نہ ہی وقت کہ وہ حجاج کرام کو تاریخی مقامات کی تفصیل بتا سکیں۔ اگرچہ تاریخ مدینہ کی کئی کتب بھی بازار میں موجود ہیں۔ لیکن اکثر حاجی صاحبان اس سہولت سے ناآشنا ہیں۔ اور جو ان کتب کو حاصل کرتے ہیں اُنہیں بھی مدینہ منورہ کے مختصر قیام کے دوران انہیں پڑھنے اور سمجھنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس کے برعکس حج وعمرہ گائیڈز میں تاریخی مقامات کا محض تعارف ہوتا ہے تفصیل نہیں ہوتی۔

لہٰذا سالہا سال سے ایک ایسے کتابچے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو اختصار کے ساتھ مدینہ منورہ کے اہم تاریخی مقامات وحالات کو بیان کرے اور قرآن پاک کی روشنی میں ان پر تبصرہ بھی پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ''اہل نظر کے لئے سبق آموز مضامین'' نے اس خلا کو پُر کر دیا ہے۔

اس کتابچے کے پڑھنے سے نہ صرف آباواجداد کی غیر معمولی قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلکہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اسلام نے کفار اور منافقین کی سرتوڑ سازشوں کے باوجود کیسے ترقی کی اور اللہ کی مدد اور رحمت کاملہ کے باعث ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست نے کیسے استحکام اور فروغ حاصل کیا۔ یقیناً اس کا تمام تر سہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام

رضوان اللہ عنہم کے سر ہے۔ پس ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری ہے۔

اس کتابچے میں تمام تاریخی حالات اور واقعات مستند اور مدلل انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔مزید براں ان حالات اور واقعات سے اخذ شدہ نتائج کو اختصار اور آسان زبان میں درج کر دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کتابچے کے مطالعہ سے قارئین کی روحانی ترقی ہوگی اور وہ تاریخی مقامات کی زیارتوں سے صحیح معنوں میں مستفید ہوں گے۔

میں ''اہلِ نظر کے لئے سبق آموز مضامین' کے مصنف امتیاز احمد صاحب کو اس قدر معیاری کتاب کی تصنیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

ستمبر ۲۰۰۴ء

محمد صدیق شیخ

ڈپٹی ڈائریکٹر حج، مدینہ منورہ

# مدینہ منورہ کے فضائل

حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی یا اللہ آپ کے محبوب ترین شہر سے نکلا ہوں اب مجھے اپنے بہترین شہر لے چلیے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ لے آئے، پس مدینہ منورہ اللہ تعالیٰ کا بہترین شہر ٹھہرا، اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں ہی گزارنا پسند فرمائی، یاد رہے کہ سب شہر تلوار کے زور سے فتح ہوئے، لیکن مدینہ منورہ ایک ایسا شہر ہے جو قرآن پاک کی تعلیمات سے فتح ہوا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر سے واپس مدینہ منورہ آتے تو شہر کے قریب پہنچتے ہی مدینہ کے اشتیاق کی وجہ سے سواری کو تیز کر دیتے اور اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹا دیتے۔ تا کہ مدینہ منورہ کی ہوا سے لطف اندوز ہوسکیں۔ اگر راستے میں گردوغبار بھی ہوتو بھی چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹاتے۔ کیونکہ مدینہ منورہ کی خاک میں بھی شفا کی تاثیر ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر کو مدینۃ الشفاء بھی کہتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو تلقین فرمائی کہ مدینہ منورہ میں ہی موت کی دعا کیا کریں۔ آپ نے فرمایا جس کو مدینہ منورہ میں موت آئے گی قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفیع ہونگا۔ (بخاری)

علماء کا کہنا ہے کہ جو فرمانبردار ہونگے آپ ان کی گواہی دیں گے اور گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ اکثر دعا فرماتے۔ اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرمایئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرمایئے۔ (بخاری) اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ امام مالکؒ ایک بار حج کے لئے مکہ مکرمہ

گئے۔ باقی سب زندگی اس آس پر مدینہ منورہ میں گزاری کہ یہاں موت نصیب ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی یا اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے رسول تھے، انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی، میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں، میں وہی دعا مدینہ منورہ کے لئے کرتا ہوں، اے اللہ مدینہ والوں کو مکہ والوں کی نسبت دوگنی برکت عطا فرما اور ان کے مدوصاع (ناپ اور تول کے پیمانے) میں بھی برکت عطا فرما۔ (بخاری)

مدینہ منورہ ہر شخص کو اس کے گناہوں کو دور کرنے میں ایسے ہی مدد دیتا ہے جیسے بھٹی چاندی کو صاف وشفاف کرتی ہے۔ (بخاری) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ناشتے میں مدینہ منورہ کی سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے تو اس پر اُس دن کسی زہر یا جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ (بخاری) جبکہ مسلم میں درج ہے کہ ناشتے میں مدینہ منورہ کی سات کھجوریں کھانے سے اس دن زہر یا جادو کا اثر نہ ہوگا۔

مسجد نبوی شریف اور مسجد قبا جن کی بنیاد خالصتاً تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی پر ہے۔ مدینہ منورہ میں ہی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر قیامت کے دن جنت میں داخلے کے لیے سیڑھی ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اور آپ کے روضہ مبارک کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ دجال مدینہ منورہ کے حرم کی حدود میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ (بخاری)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والوں کی عزت کرو۔ کیونکہ میں نے نہ صرف مدینہ منورہ کے لئے ہجرت کی۔ بلکہ میری قبر بھی مدینہ منورہ میں ہوگی اور میں قیامت کے دن مدینہ منورہ سے ہی اُٹھوں گا۔ پس اہل مدینہ کے حقوق کا خاص خیال رکھو کیونکہ وہ میرے پڑوسی ہیں۔تم پر واجب ہے کہ میرے پڑوسیوں کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کرو۔ اگر کوئی شخص میرے پڑوسیوں کو عزت کی نظر سے دیکھے گا تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

کیا مدینہ منورہ کے فضائل کا ذکر قرآن پاک میں ہے؟ جی ہاں۔

وَ الَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا فِی اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَنُبَوِّئَنَّہُمۡ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً ؕ وَ لَاَجۡرُ الۡاٰخِرَۃِ اَکۡبَرُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۴۲﴾

النحل: ۴۱۔۴۲

ترجمہ: جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترکِ وطن کیا ہے۔ ہم انہیں بہتر سے بہتر ٹھکانہ دنیا میں عطا فرمائیں گے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔ وہ (لوگ) جنہوں نے دامنِ صبر نہ چھوڑا اور اپنے پالنے والے ہی پر بھروسہ کرتے رہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دنیاوی ٹھکانہ مدینہ منورہ ہے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام نے ہجرت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین ٹھکانہ اور رزقِ طیب عطا فرمایا۔ پس جب حضرت عمرؓ نے مہاجرین وانصار کے وظیفے مقرر کئے تو ہر مہاجر کو وظیفہ دیتے ہوئے فرمایا: یہ ہے وہ (چیز) جس کا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ حضرات کے ساتھ (قرآن کریم) میں وعدہ کیا ہے اور آخرت میں تمہارے لئے جو ذخیرہ ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ ان (مذکورہ) آیت کی تلاوت فرماتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ میں حالتِ ایمان پر ہی رکھے اور قبولیت کے ساتھ یہاں سے ہی اپنے پاس بلالے۔ (آمین)

# خلفاء راشدینؓ کی زندگیوں کا سرسری جائزہ

## حضرت ابوبکر صدیقؓ (۱۱ھ۔۱۳ھ)

مدینہ منورہ پہنچ کر زائرین کو خلفاء راشدین سے بہت قربت ہو جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ وہ ان برگزیدہ ہستیوں کی زندگیوں سے سبق سیکھیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: سورۃ النساء ۶۹

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ﴿۶۹﴾

(ترجمہ) اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

صدیق اس کو بھی کہتے ہیں جو سچائی کی تصدیق کرے۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعہ معراج شریف کی سب سے پہلے اور فوری تصدیق کی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ جو ان کے نام کا حصہ بن گیا۔

علماء کے قول کے مطابق صدیق اس کو بھی کہتے ہیں۔ جو اسلام کے بارے میں سنتے ہی فوراً بلا تعمل اور پورے اخلاص سے اسلام قبول کر لے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایسے ہی کیا۔ اسی وجہ سے انہیں صدیق کا خطاب ملا۔

یہاں یہ بھی قابل توجہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ سے یہ واضح ہے کہ ایک صدیق کا مقام ایک شہید سے بھی بلند ہے۔ پس صدیق ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

طلوع اسلام سے پہلے بھی حضرت ابوبکرؓ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت انس تھا اور ان

کے جگری دوستوں میں سے تھے۔ سچ ہے کہ ایک شخص اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے پر اتنا گہرا اعتماد تھا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسلام سے متعارف ہوتے ہی فوراً اسلام قبول کرلیا۔ اور اپنا تن من دھن اسلام کے فروغ میں لگا دیا۔ کئی جلیل القدر صحابہؓ نے آپ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ کو رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابو بکرؓ کی رفاقت بہت پسند آئی۔ یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے دوران بھی حضرت ابو بکرؓ ہی آپؐ کے رفیق تھے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى‌ ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝۴۰

(ترجمہ) اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اُس وقت) دو ہی شخص تھے جن میں (ایک حضرت ابو بکرؓ تھے) دوسرے (خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اُس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

مشرکین نئے مسلمانوں کو ایسی ایذائیں پہنچاتے کہ اُن کے لکھنے پڑھنے اور سننے سے دل تڑپ اٹھتا ہے۔ مثلاً حضرت خباب بن ارتؓ ایک عورت کے غلام تھے۔ آپؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین ان کو آگ کے شعلوں پر ڈال دیتے اور اُن کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ تاکہ حضرت خبابؓ حرکت نہ کرسکیں۔ کئی بار آپؓ کے زخموں سے بہتا ہوا خون ان

شعلوں کی تمازت کو کم کر دیتیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خبابؓ ۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فُہیرہؓ کو اپنے پیسوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔

اسی طرح زِنّیرہؓ ۔ نہدیہؓ اور اُم عمیسؓ بھی غلام عورتیں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو مشرکین نے انہیں بہت اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سب کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ قرآن پاک کی تعلیمات کو بہت گہرائی سے سمجھتے تھے۔ مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب کئی جلیل القدر صحابہ کرامؓ (جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں) اپنے حواس کھو بیٹھے تو حضرت ابوبکرؓ نے آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ کی تلاوت کر کے سب کے شکوک کو رفع کر دیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

(ترجمہ) اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر (الٹے پاؤں) لوٹ جاؤ گے؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ؟) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔ اور اللہ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔

جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اُن سے جہاد کرنا چاہا تو بعض صحابہ کرامؓ نے آپ سے کہا۔ کیا آپ اُن کو قتل کرنا چاہتے ہیں جو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے منکر ہیں وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ زکوٰۃ ادا کئے بغیر نماز بھی معلق رہتی ہے پس آپ نے منکرین زکوٰۃ سے قتال کیا۔ اور ایسے غیر اسلامی رجحانات کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کا یہ عمل ان سب کے لئے بہت بڑی یاددہانی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے منحرف یا غافل ہیں۔

ایک ایسا وقت تھا کہ کئی صحابہ کرامؓ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ سب صحابہ کرامؓ کے گھروں کے مسجد میں کھلنے والے دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کا۔ یہ ایک طرح کی پیشین گوئی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ بنیں گے۔

اگر آپ منبر نبوی سے مغرب کی طرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا یہ گھر تھا۔ اور یہ موجودہ باب صدیق کی سیدھ میں تھا۔ مندرجہ بالا سنت کو قائم کرنے کے لئے مسجد نبوی شریف کی ہر توسیع کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے کو قدرے مغرب کی طرف دکھایا گیا ہے۔ موجودہ مسجد نبوی شریف میں باب صدیق اسی سنت کی اتباع میں ہے۔ اوراس پر خوخہ حضرت ابوبکرؓ لکھا ہے۔ (خوخہ کے معنی چھوٹا دروازہ)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کے دوران حضرت ابوبکرؓ کو ہی امام مقرر کیا گیا یہ بھی آپ کے پہلے خلیفہ بننے کی پیشین گوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ایک تاریخی مقام میں ہوئی جو سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ جگہ ابھی بھی موجود ہے۔ اگر آپ مسجد نبوی کے نئے باب سعود سے سعودی بس اسٹاپ SAPTCO یا سعودی پبلک ٹرانسپورٹیشن کمپنی کی طرف چلیں تو سقیفہ بنو ساعدہ باب سعود اور اس کمپنی کے درمیان میں واقع ہے۔ اس جگہ اس وقت ایک باغیچہ اور الیکٹرک پاور ہاؤس ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں جہاد میں کئی حفاظ شہید ہو رہے تھے۔ اس لئے آپؓ نے قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کروا دیا۔ جو کہ بہت دوراندیشی اور غیر معمولی کارنامہ تھا۔

حضرت ابوبکرؓ اسلام کی مالی اعانت میں ہمیشہ سرفہرست رہے۔ ایک مرتبہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہ حق میں صحابہ کرامؓ سے مالی اعانت کا اعلان فرمایا تو آپؓ نے گھر کی ایک ایک چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لاکر ڈھیر کر دی اور جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ صرف اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسی بات کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے خدا اوراس کا رسول بس

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کئی صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اور اس کی روشنی میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ اور صحابہ کرامؓ کے مکالمات بہت دلچسپ ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے پوچھا اگر میرے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا جائے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا۔ وہ اس منصب کے لئے سب سے موزوں ہیں۔ لیکن سخت مزاج ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ وہ سخت مزاج اس لئے ہیں کیونکہ وہ مجھے نرم مزاج پاتے ہیں۔ جب وہ خلیفہ بنیں گے تو خود بخود سختی کو چھوڑ دیں گے۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کی رائے دریافت کی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ کا باطن ان کے ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ درحقیقت ہم میں سے کوئی بھی ان کا ہمسر نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اُسید بن حضیرؓ سے بھی ان کی رائے پوچھی۔ تو انہوں نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ آپ کے بہترین جانشین ہونگے۔ کیونکہ وہ خوش ہونے والی باتوں پر خوش ہوتے ہیں اور ناراض ہونے والی باتوں پر ناراض۔ اُن کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے۔ وہ خلافت کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ اسی طرح کئی مہاجرین اور انصار سے بھی مشورہ کیا۔

ابن اَثیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت طلحہ بن عبداللہؓ کو پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے کے لئے نہایت سنجیدگی سے غور وخوض ہو رہا ہے تو آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور فرمایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نہایت سخت مزاج ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ ان کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ آپ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس کا جواب کیسے دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا کہ یا اللہ میں نے تیرے بندوں پر ایک

بہترین بندہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

ابن اَثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے وفات سے پہلے پوچھا۔ جب سے میں خلیفہ بنا ہوں کونسی نئی اشیاء میری ملکیت میں آئی ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ مندرجہ ذیل تین اشیاء کا اضافہ ہوا ہے۔

۱۔ ایک اونٹ جو کہ پانی لانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ ایک غلام جو کہ نہ صرف بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے بلکہ مجاہدین کی تلواروں کو بھی تیز کرتا ہے۔

۳۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ میری وفات کے بعد یہ تینوں اشیاء نئے خلیفہ کے حوالے کر دی جائیں۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ اشیاء موصول ہوئیں تو وہ زاروقطار رونے لگے۔ اور یہ کہتے جاتے تھے۔ یا حضرت ابوبکرؓ آپ نے ایسی بینظیر مثال قائم کرکے اپنے جانشین کا کام بہت مشکل کر دیا ہے۔

اس واقعہ میں ان سب کے لئے سبق ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے بعد غیر قانونی طور پر دولت جمع کر لیتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک وسیع وبلیغ خطبہ دیا۔جس کی چند سطور یہاں درج ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

اے حضرت ابوبکرؓ اللہ آپ پر رحم فرمائیں۔آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب معتمد محرم راز اور مشیر تھے۔ آپؓ نہ صرف سب سے پہلے اسلام لائے ۔ بلکہ سب سے مخلص مومن تھے...... آپ رفیق غار تھے...... جب لوگ مرتد ہوئے آپ نے خلافت کا حق ادا کیا اور مرتد عاجز آ گئے...... پس اللہ آپ کو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا دے۔

جونہی حضرت علیؓ نے خطبہ ختم کیا تو لوگ زاروقطار رونے لگے اور سب نے بیک زبان کہا ’’ہاں بیشک اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد آپ نے سچ فرمایا‘‘۔

# حضرت عمر فاروقؓ (۱۳ھ ۔ ۲۳ھ)

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ ان کے خاندان بنی عدی کی ایک غلام عورت نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ نے اس وقت تک ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہیں بہت غصہ آیا۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ اس عورت کو اتنا مارتے کہ تھک جاتے۔ بالآخر اس مسلمان عورت سے کہتے کہ میں آج تمہیں مزید مارنا بند کر رہا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ تم پر ترس کھا رہا ہوں بلکہ اس لئے کہ میں تمہیں مار مار کر تھک گیا ہوں۔ اس عورت کو روزانہ ایسی اذیت دی جاتی حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا۔

الجوزی نے اپنی کتاب تاریخ عمر بن خطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ خانہ کعبہ کے غلاف کے پیچھے چھپ گئے۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت کی حضرت عمرؓ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت سے بہت متاثر ہوئے۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یقیناً یہ کسی بڑے شاعر کا کلام ہے۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الحاقہ آیات نمبر ۴۱ کی تلاوت فرمائی۔

وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴۱﴾

(ترجمہ) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔

اس پر حضرت عمرؓ نے دل ہی دل میں کہا۔ پھر یہ ضرور کسی کاہن کا کلام ہے اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت نمبر ۴۲ اور اس سورت کی باقی آیات کی تلاوت فرمائی۔ الحاقہ: ۴۲۔۵۲

وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۙ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۫ۖ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۵۲﴾

(ترجمہ) اور نہ کسی کاہن کا کلام ہے۔ لیکن تم لوگ بہت کم فکر کرتے ہو۔ (یہ تو) پروردگار عالم کا اُتارا (ہوا) ہے۔ اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اُن کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں۔ نیز یہ کافروں کے لئے (موجب) حسرت ہے۔ اور بیشک کہ یہ قابل یقین ہے۔ سوتم اپنے پروردگار عزوجل کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن سے میرا دل اتنا متاثر ہوا کہ اس دن مجھے یقین ہوگیا اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ لیکن میں آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔ اور حسب معمول اسلام کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرتا رہا۔

## حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ سے اسلام کی دن بدن ترقی دیکھی نہ گئی۔ ایک دن ننگی تلوار لے کر اپنے گھر سے نکلے تاکہ تو بہ نعوذ باللہ بانی اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تمام کر دیں اور اس طرح اس نئے مذہب کا قلع قمع ہو۔ راستے میں ان کا ایک دوست سے ٹکراؤ ہوا۔ دوست نے پوچھا کہاں کی ٹھانی ہے۔ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تمام کرنا چاہتا ہوں۔ دوست نے کہا۔ پہلے اپنے گھر کو سنبھالو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مشرف با اسلام ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصہ سے بھڑک اٹھے اور اپنا رخ بہن کے گھر کی طرف کر لیا۔ مکان کے پاس کچھ تلاوت کی آواز سنی۔ سرعت سے مکان میں داخل ہو گئے اور بہنوئی کو خوب پیٹا۔ بہن آڑے آئی تو اسے بھی مار مار کر زخمی کر دیا۔ بہن کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ بہن پھر بھی کہتی جاتی تھی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنی بہن کے چہرے پر خون دیکھ کر تھوڑے سے کھسیانے ہو گئے۔ اور کہا اچھا وہ دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا۔ تم ناپاک ہو۔ پہلے غسل کرو۔ پھر اس کو ہاتھ لگا

سکتے ہو۔ غسل کے بعد حضرت عمرؓ نے سورۃ طٰہٰ کی آیات ۱ تا ۱۴ تلاوت کی۔

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ﴿۱۴﴾

(ترجمہ) طٰہٰ۔ (اے محمدؐ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لئے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے۔ یہ اُس (ذات برتر) کا اتارا ہوا ہے۔ جس نے زمین اور اُونچے اُونچے آسمان بنائے۔ (یعنی اللہ) رحمن۔ جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ زمین کی مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے۔ (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس کے (سب) نام اچھے ہیں۔ اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کرسکوں۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ۔ مَیں تو تمہارا پروردگار ہوں تم اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طُویٰ میں ہو۔ اور میں نے تم کو منتخب کرلیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سُنو۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔

تلاوت کے بعد حضرت عمرؓ بے ساختہ کہنے لگے۔ یہ کتنی پیاری اور اعلیٰ کتاب ہے مجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کی طرف رہبری کرو۔ پس حضرت عمرؓ سیدھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔

بخاری شریف میں درج ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ مشرکین نے حضرت عمرؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تا کہ انہیں آبائی مذہب سے منحرف ہونے پر قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ کے ایک دوست نے اس گروہ کو بڑی مشکل سے منتشر کیا۔

الجوزی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ کیا ہم حق پر نہیں خواہ ہم جئیں یا مریں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔ یقیناً ہم حق پر ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور اب ہم اسلام کی تبلیغ اور نماز کی ادائیگی چھپ کر نہیں بلکہ مشرکوں کی موجودگی میں کریں گے۔

اتفاق کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ تین دن پہلے مشرف با اسلام ہوئے تھے۔ اُن کا بھی بہت رعب تھا۔ اب سب مسلمان حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت میں دو قطاروں میں باہر نکلے اور کھلم کھلا نماز پڑھنے اور تبلیغ کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی قیادت دیکھ کر مشرکوں کے دل جل گئے۔ لیکن انہیں مداخلت کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو بہت تقویت اور عزت ملی۔

## حضرت عمرؓ کی دور اندیشی

حضرت عمرؓ بہت ذہین اور دور اندیش تھے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؓ کی کئی تجاویز پسند آئیں اور اُن کو قرآنی تعلیمات کے ذریعے آئندہ نسلوں کے لئے فرض کر دیا۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب قسم کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ملنے آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض اچھے ہیں اور بعض اچھے ذہن کے حامل نہیں ہوتے۔ میری درخواست ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی بیویوں کو پردہ میں رہنے کی تلقین فرمادیں۔ تاکہ وہ بُرے لوگوں کی شر سے بچ جائیں۔

حضرت عمرؓ کے اس قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ الاحزاب: ۵۳

وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ

(ترجمہ) اورتم جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگوتو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔

اس کے بعد سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی آیت نازل فرمائی۔ الاحزاب: ۵۹

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۹﴾

(ترجمہ) اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنی (مونہوں) پر چادر لٹکا (کرگھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر اُن کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذا نہ دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح بخاری اور مسلم میں درج ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ربّ العزت نے تین معاملات میں میری تائیدفرمائی۔

اولاً: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی۔ البقرہ: ۱۲۵

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

(ترجمہ) اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اُس کو نماز کی جگہ بنالو۔

دوسری بات یہ کہ جیسا کہ اُوپر ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پردے کے بارے میں حکم صادر فرمایا۔

تیسرے یہ کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں رشک اور قدرے حسد پیدا ہوا جس سے قدرتی طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ حضرت عمرؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ آپؐ کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور امہات مومنین کو اور خاص کر اپنی بیٹی حفصہؓ کو کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کی آیت نازل فرمادی۔ التحریم: ۵

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۵

(ترجمہ) اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں۔ اُن کا پروردگار تمہارے بدلے اُن کو تم سے بہتر بیبیاں دیدے مسلمان صاحبِ ایمان فرمانبردار توبہ کرنیوالیاں عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں بن شوہر اور کنواریاں۔

## حضرت عمرؓ کی فراست

حضرت عمرؓ غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے ہر معاملہ کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اور اپنے فیصلہ کا نہایت جرأت سے اعلان فرماتے۔ مثلاً بدر کی جنگ کے بعد مشرکین کے ستر سردار قید ہوئے۔ اس وقت تک اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت نازل نہ ہوئی تھیں۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ذکر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ اسیران جنگ کا معاملہ دوطرح سے نبٹا یا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ سب اسیران جنگ کو قتل کر دیا جائے تا کہ طاقتور دشمن کی کمر ٹوٹ جائے۔ یا یہ کہ اسیران جنگ سے مالی تاوان لیکر انہیں رہا کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ نے پہلی رائے سے اتفاق کیا۔ جب کہ باقی سب صحابہ کرامؓ نے دوسری رائے کو بہتر سمجھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ

رحمۃ اللعالمین ہیں۔ انہوں نے بھی دوسری رائے پر عمل درآمد کیا۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ جس میں دوسری رائے کی ترغیب دینے والے صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنبیہ کی گئی: الانفال: ۶۷۔۶۸

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(ترجمہ) پیغمبر کو شایان نہیں کہ اُس کے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کرکے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا۔ تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اُس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے اسیران جنگ اور مال غنیمت کے بارے میں مزید ہدایات نازل فرمائیں۔ اور امتِ محمدیہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ ان ہدایات کی رو سے اسیران جنگ کا تاوان اور مال غنیمت امتِ محمدیہ کے لئے حلال کر دیئے گئے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کو ان کی گزشتہ لغزش معاف کر دی۔ الانفال: ۶۹

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اُسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## حضرت عمرؓ کی رشتہ داری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ سے شادی کی۔ اس طرح حفصہؓ امہات المومنین میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ابن عبدالبر القرطبی (۳۶۳ھ۔ ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب الاستیعاب میں اور حافظ ابن حجر العسقلانی (۷۷۳ھ۔ ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب الاصابہ میں لکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے شادی کی۔ اس شادی کے

بعد حضرت عمرؓ فخر سے کہتے تھے کہ اب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

## حضرت عمرؓ کا دور حکومت

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت اسلامی طرز حکومت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپؓ نے ایران۔ شام۔ روم۔ فلسطین اور ترکی کے بعض حصے فتح کئے، آپ نہایت ذہین اور مدبر تھے آپ کا نظام حکومت اصلاحات اور خدمت خلق کا جذبہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ آپؓ ہی نے اسلامی کیلنڈر بھی رائج کیا۔

## فتح یروشلم

فتح یروشلم نہایت دلچسپ واقعہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے یروشلم کا محاصرہ کیا۔ بالآخر اہل یروشلم مسلمانوں سے صلح کرنے کے لئے اس شرط پر تیار ہوئے۔ کہ خلیفہ وقت اس صلح نامہ پر دستخط کرنے یروشلم آئیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ایک غلام سالم نامی کے ہمراہ یروشلم کے لئے روانہ ہوگئے۔ ان دونوں کے پاس ایک اونٹ تھا۔ جس پر غلام اور آقا باری باری سواری کرتے جبکہ دوسرا ساتھی پیدل چلتا۔ یاد رہے کہ ان کے ساتھ کوئی اور سیکیورٹی یا پروٹوکول نہیں تھا کئی دنوں کے سفر کے بعد جب یروشلم شہر میں داخل ہونے لگے تو سالم کی سواری کرنے کی باری تھی اور حضرت عمرؓ اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہے تھے۔ سالم نے اپنی باری حضرت عمرؓ کو پیش کی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا اور فرمایا۔ کہ اسلام کی دی ہوئی عزت ہمارے لئے کافی ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چلتے یروشلم میں داخل ہوتے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے باہمی صلح نامہ پر دستخط کئے۔ اور اہل یروشلم کو ہر طرح سے ذاتی اور مالی تحفظ اور امان عطا فرمائی۔ آپ نے ان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور بغیر کسی روک ٹوک کے عبادت کرنے کی بھی اجازت دی۔

## آپؓ کی شہادت

۲۶ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے نصرانی غلام ابولؤلؤ فیروز نے فجر کی

نماز کے دوران حضرت عمرؓ پر اپنے خنجر سے حملہ کر دیا۔ آپؓ شدید زخمی ہوئے اور فرش پر گر پڑے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے نماز مکمل کرائی۔ ابولؤلؤ نے اپنے آپ کو بھی خنجر سے ہلاک کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے لئے ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی۔

آپؓ کی صاحبزادہ حفصہؓ ماتمی الفاظ کہتی ہوئی اپنے والد کے پاس پہنچی۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کہا میں تمہاری آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا لیکن یاد رکھو جس میت پر بین کیا جاتا ہے۔ فرشے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت صہیبؓ آپؓ کے زخم دیکھ کر چیخ اٹھے۔ ہائے عمر۔ ہائے عمر۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بھائی صبر سے کام لو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر ماتم کیا جاتا ہے اس پر عذاب ہوتا ہے۔

وفات کے وقت حضرت عمرؓ کا سر ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کے زانو پر تھا اور وہ وصیت سن رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ میرے زانو اور زمین میں کیا فرق ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دے۔ شاید خدا مجھ پر مہربان ہو جائے اور رحم کرے۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی عاجزی اور خدا کا خوف عطا کریں۔ آمین!

بخاری شریف میں درج ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کی وفات کے بعد علیؓ عمرؓ کے گھر تشریف لائے اور علیؓ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ فرمایا۔ اے عمرؓ اللہ تم پر رحم کرے تم نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے اعمال پر میں رشک کر کے ویسا ہی بننے کی کوشش کروں۔ خدا کی قسم مجھے یہی گمان غالب ہے کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بہشت اور قبر میں رکھے گا۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے سنا۔ میں گیا اور ابوبکرؓ وعمرؓ (ساتھ تھے)۔ میں اندر داخل ہوا اور ابوبکرؓ وعمر (بھی اندر داخل ہوئے) میں باہر نکلا اور ابوبکرؓ وعمرؓ (بھی میرے ساتھ باہر نکلے)۔ اس سے واضح ہے کہ نہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ علی بھی اپنے بھائیوں ابوبکرؓ اور عمرؓ کا کتنا احترام کرتے تھے۔

# حضرت عثمانؓ (۲۴ھ۔ ۳۵ھ)

حضرت عثمانؓ نے طلوع اسلام کے فوراً بعد حضرت ابوبکرؓ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام قبول کیا آپؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی رقیہؓ سے شادی کی۔ قریش کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر دونوں نے حبشہ ہجرت کی۔ امت محمدیہ میں آپ پہلا جوڑا تھے جنہوں نے اسلام کی راہ میں ہجرت فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں یہ خبر ملی کہ اب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے حالات بہتر ہیں۔ اس لئے آپ دونوں واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔ بعدازاں آپ دونوں نے مدینہ منور ہجرت کی۔ مدینہ منور میں رقیہؓ بیمار ہو گئیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی جنگ میں مشغول تھے۔ رقیہؓ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

حضرت عثمانؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بیٹی کلثومؓ سے شادی کی۔ اور اس طرح آپؓ نے ذوالنورین کا لقب حاصل کیا۔ (یعنی دو نوروں والے)

## حضرت عثمانؓ کی فیاضی

مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں کو روزمرہ استعمال کے لئے پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بئر رومہ ایک یہودی سے خریدا اور مسلمانوں کو مفت پانی مہیا کیا۔ یہ اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا ٹرسٹ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو اس غیر معمولی عمل صالح کی وجہ سے جنت کی بشارت دی۔ سات ہجری کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف کی توسیع کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اس توسیع کیلئے مسجد نبوی شریف سے ملحقہ زمین خرید کر مسجد کو وقف کر دی۔ حضرت عثمان نے کئی معرکوں میں دل کھول کر پیسہ دیا۔ مثلاً تبوک کی جنگ کے لئے آپ نے نوسو اونٹ۔ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیئے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی شریف کی مزید توسیع کی۔ اسے نہایت خوب صورت پتھروں

سے تعمیر کیا اور سب کام اپنی نگرانی میں کرایا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مسجد نبوی شریف کی جنوبی دیوار وہی ہے جو حضرت عثمانؓ نے تعمیر کرائی تھی اور آج کل بھی امام صاحب اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں جہاں سے حضرت عثمانؓ نے نماز کی امامت کی۔ اسی لئے اسے محراب عثمانی کہا جاتا ہے۔

## حضرت عثمانؓ کا دور خلافت

آپؓ کا ابتدائی دور خلافت نہایت پرسکون تھا۔ اور آپؓ نے ہر حکومتی شعبے کو ترقی دی۔ تاہم وسیع وعریض اسلامی سلطنت کو سنبھالنا قدرے مشکل ہوگیا۔ ابن سبا نے جو ایک یہودی منافق تھا۔ سازشوں کا جال بچھادیا۔ بالآخر آپؓ کو اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید کر دیا گیا۔ آپؓ کی شہادت کی داستان نہایت المناک اور طویل ہے۔ آپؓ کا یہ گھر موجودہ باب بقیع کے سامنے تھا۔ آپؓ نے دشمنوں کے خلاف لڑائی نہ کی۔ بلکہ اپنی زندگی اس بات پر قربان کر دی کہ مسلمانوں کے درمیان خوں ریزی نہ ہو۔ شہادت کے وقت آپؓ کی عمر ۸۲ برس تھی۔

یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا مشکل حالات کے دوران حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو نہایت مخلصانہ رائے دیتے رہے اور وہ حضرت عثمانؓ کے قریبی مشیر تھے۔ ان میں حد درجہ باہمی اعتماد اور احترام تھا۔ جب منافقین نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر بطور سیکورٹی گارڈ یا پاسبان مقرر کیا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے تقریباً ایک ماہ تک یہ اہم اور خطرناک ڈیوٹی دی۔ تاہم مجرمین حضرت عثمانؓ کے مکان کے عقب سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشینگوئی کی تھی۔ ایک بار رسول اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ احد پہاڑ پر موجود تھے۔ پہاڑ اچانک تھرتھرانے لگا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر آہستہ آہستہ مارا اور ساتھ ہی

فرمایا۔ اے پہاڑ رک جا۔ کیونکہ تجھ پر ایک رسول ۔ ایک صدیق اور دوشہداء ہیں۔ احد کا تھرتھرانا یک دم بند ہوگیا۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کے لئے ایک مجلس شوریٰ مقرر فرمائی۔ اس میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ اس مجلس شوریٰ کی میٹنگ کے دوران حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے ووٹ دیا۔ جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے ووٹ دیا۔ بالآخر حضرت عثمانؓ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ ہر دو کو ایک دوسرے کا کتنا احترام تھا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی اور حضرت عمرؓ فخر سے یہ کہتے تھے کہ اس شادی کے بعد میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔

اگر ان سب امور کو سامنے رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ میں کسی قسم کی اَن بَن کا شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ وہ سب ایک دوسرے کے مداح اور مشیر خاص تھے۔ بدقسمتی سے بعض لوگ غلط بیانی سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور حقائق کی روشنی میں اپنی اصلاح کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کرے۔ آمین!

# حضرت علیؓ (۳۵ھ۔ ۴۰ھ)

حضرت علیؓ کی پرورش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیر سایہ ہوئی۔ پس حضرت علیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے براہ راست تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب اوصاف حمیدہ کو دیکھا سمجھا اور ان پر عمل پیرا ہوئے۔ حضرت علیؓ نے بچپن میں ہی اسلام قبول کر لیا اور بچپن سے ہی پختہ ایمان آپ کے دل میں پیوست ہو گیا تھا۔ آپ نے زندگی بھر اپنا چہرہ کسی بُت کے سامنے نہیں جھکایا۔ اسی لئے ہم آپؓ کے نام کے ساتھ تعظیماً کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تعلیم و تبلیغ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل پہلی آیت نازل ہوئی۔ سورۃ الشعراء: ۲۱۴

وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾

(ترجمہ) اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔

یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہدایت اور تعلیم و تبلیغ پہنچایئے۔ پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو کھانے پر مدعو کیا۔ اور کھانے کے دوران اسلام سے متعارف کرایا۔ لیکن حضرت علیؓ کے سوا کسی نے بھی آپ کی بات کی طرف توجہ تک نہ دی اس وقت حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر نہایت جراتمندانہ انداز سے کہا گو میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ میری ٹانگیں بھی لاغر ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں۔ پھر بھی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھی اور معاون رہوں گا۔ قریش کے سرداروں نے حضرت علیؓ کی یہ بات سن کر بہت زور سے قہقہہ لگایا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت علیؓ کو بہت چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چہیتی بیٹی فاطمہؓ سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تین بیٹے عطا فرمائے جن کا نام حسنؓ، حسینؓ اور محسنؓ (جو کہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے) تھے۔ اس کے علاوہ زینبؓ اور کلثومؓ آپ کی دو بیٹیاں تھیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ گو مکہ کے قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانی دشمن تھے۔ لیکن وہ بخوبی جانتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ قابل اعتماد اور ایماندار شخص ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن بھی اپنی قیمتی اشیاء اور زیورات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بطور امانت رکھا کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت علیؓ اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار اور جرأت مند تھے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کو کہا اور ہدایت فرمائی کہ سب مالکوں کی امانتیں ان کو واپس کریں۔ ایسے مشکل وقت میں ایسی ذمہ داری صرف حضرت علیؓ کو سونپی۔ جو کہ حضرت علیؓ کی اعلیٰ صلاحیتوں پر دلالت کرتی ہے۔

## اللہ کی تلوار

حضرت علیؓ نے سب لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بے مثال جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ مثلاً بدر کی جنگ کی ابتداء ہی میں ولید بن عتبہ نے مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علیؓ نے اس کا سامنا کیا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے واصل بہ جہنم کیا۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ اسی طرح احزاب کی لڑائی میں عمرو بن عبدود جو ایک نہایت تجربہ کار جنگجو مشرک تھا۔ وہ اور اس کا گھوڑا خندق کو پھاند کر مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ نے اس کا مقابلہ کرنا چاہا تو اُس نے آپؓ سے لڑنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ تم تو طفل مکتب ہو۔ میرے پائے کے کسی آدمی کو بھیجو۔ حضرت علیؓ اس کا مقابلہ کرنے پر مصر ہوئے اور اس مشرک کو بھی آناً فاناً قتل کر دیا۔

خیبر کی جنگ کے دوران مسلمانوں کی ان تھک کوششوں کے باوجود جب قماس نامی قلعہ فتح نہ ہو سکا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ یہ عزت افزائی اسے ملے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اگلی صبح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔ اس وقت حضرت علیؓ قدرے علیل تھے اور

ان کی آنکھیں بُری طرح دُکھ رہی تھیں۔ اس وجہ سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور ان ہاتھوں سے حضرت علیؓ کی آنکھوں کو چھوا۔ اللہ کے فضل سے حضرت علیؓ کی آنکھیں صحت یاب ہوگئیں۔ اور حضرت علیؓ نے اس یہودی قلعے کو فتح کرلیا۔ اسی وجہ سے حضرت علی کو فاتح خیبر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین ووطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے

حضرت علیؓ کی غیر معمولی جنگی صلاحیتوں کی وجہ سے آپؓ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار بھی کہتے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ کے بعض باغات سے گزر رہے تھے اچانک ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی۔ ھذا سید الانبیاء وھذا سید الاولیاء ابو لائمہ الطاھرین۔ یعنی یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانبیاء ہیں اور یہ علی سید الاولیاء اور آئمہ طاہرین کے جدامجد۔ پھر دوسرے درخت سے آواز آئی۔ ھذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ وھذا علی رضی اللہ عنہ سیف اللہ۔ یعنی یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو کہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ علیؓ تلوارِ خدا ہیں۔ (تاریخ کبیر)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت لوگوں کی امانتیں واپس کرنے پر مامور کیا۔ بلکہ وقتاً فوقتاً غیر معمولی ذمہ داری کے کام بھی آپؓ ہی کو سونپتے۔ مثلاً سن ۹ ھ میں حضرت ابوبکرؓ امیر حج تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مکہ مکرمہ روانگی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ برأت نازل ہوئی۔ اس وحی کے احکام کے اعلان کے لئے حضرت علیؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ پس حضرت علیؓ نے حج کے موقع پر اعلان کیا کہ آئندہ کسی غیر مسلم کو اور کسی شخص کو ننگے جسم سے طواف کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس طرح حرم شریف کو غیر مسلموں سے پاک کر دیا گیا۔

## حضرت علیؓ کا دورِ خلافت

حضرت علیؓ ۲۱ ذوالحجہ سنہ ۳۵ ھ کو خلیفہ بنے۔ اکثر مسلمانوں نے آپؓ سے بیعت کی۔ یہاں تک کہ منافق ابن سبا گروپ نے بھی آپ کی بیعت کی چند ممتاز صحابہ کرامؓ نے سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے آپؓ کی بیعت نہ کی۔ حضرت علیؓ کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً آپؓ نے اپنی خلافت کے تیسرے دن ابن سبا گروپ کو مدینہ منورہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ ابن سبا گروپ نے صاف انکار کر دیا۔ اُن کا مقصد تھا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر حالات کے مطابق ریشہ دوانیاں کرتے رہیں گے۔

حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ پہلے حکومت کو مستحکم بنایا جائے اور پھر حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگا کر ان کو سزا دی جائے۔ لیکن بعض ممتاز صحابہ کرامؓ کا خیال تھا۔ کہ خلیفہ وقت کو سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا کھوج لگانا چاہیئے۔ ان دونوں اندازِ فکر میں فاصلہ بڑھتا گیا۔ اور اختلافات نے شدت اختیار کر لی۔

علاوہ ازیں ایک اور خطرناک گروپ کی تشکیل بھی ہوئی۔ اس کا نام خوارج تھا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اب یہ گروپ خفیہ سازشوں کے ذریعے مسلمان اکابرین کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب حضرت علیؓ حضرت عمر بن عاصؓ اور حضرت معاویہؓ صبح کی نماز کو آئیں تو تینوں کو ایک ہی دن قتل کر دیا جائے۔ خوارج گروپ نے تین افراد کو اس کام کے لئے نامزد کیا۔ تینوں اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لئے متعلقہ مقامات پر پہنچ گئے۔ تاکہ ۱۷ رمضان سنہ ۴۱ ھ کی صبح کو اسے عملی جامہ پہنائیں۔ اتفاقاً حضرت عمر بن عاصؓ اس روز فجر کی نماز میں حاضر نہ ہوئے، امیر معاویہؓ معمولی زخموں کے بعد دشمنوں کے نرغے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ عبداللہ بن ملجم نے حضرت علیؓ کو شدید زخمی کر دیا، اور آپؓ نے ان زخموں کی تاب نہ لاکر ۲۰ رمضان کو اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ حضرت علیؓ کا یہ اعزاز ہے کہ آپؓ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور شہادت کا مرتبہ بھی ایک مسجد میں ہی ملا۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

کسے را میسر نہ شد ایں مقام

بہ کعبہ ولادت، بہ مسجد شہادت

ترجمہ: کسی کو یہ مقام حاصل نہیں ہوا کہ کعبۃ اللہ میں ولادت ہو اور مسجد میں شہادت ہو، سوائے علیؓ کے۔

اس وقت آپؓ کی عمر ۶۳ برس تھی۔ اور آپ کا دورِ خلافت چار سال اور نو ماہ تھا۔

مسند حسن میں درج ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد دوسرے روز امام حسنؓ نے مسجد میں یہ خطبہ دیا: لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص رخصت ہو گیا جس سے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کر سکے نہ پچھلے ان کی برابری کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جھنڈا دیتے تھے۔ اور اس کے ہاتھ پر فتح ہو جاتی تھی اس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف اپنے روز ینے (یومیہ الاؤنس) میں سے کاٹ کر سات سو درہم گھر کے لئے جمع کئے (ایک درہم تقریباً چار آنے کا ہوتا تھا)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کی جنگ کے دوران حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں انچارج بنایا۔ حضرت علیؓ نے قدرے ناخوشی کا اظہار کیا۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ بھی عملی طور پر جنگ میں حصہ لیں اور نہ کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں قیام کریں۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے: سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم اس بات سے خوش نہیں کہ تمہارا درجہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام کا درجہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ اس سے واضح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کی بہادری کے علاوہ ان کی دیگر اعلیٰ صلاحیتوں کو کتنی قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔

## ایک ضروری وضاحت

حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں دیر اس وجہ سے نہ کی کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ پر شک تھا یا ان کی بزرگی اور فضیلت کا مجھے انکار تھا بلکہ ہم سمجھتے تھے کہ اس

خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اکیلے بغیر مشورے کے یہ کام کرلیا۔ اس وجہ سے ہمارے دل کو رنج ہوا۔ (مسلم)

جب حضرت علیؓ نے اپنی رشتہ داری اور اپنی فضیلت جو رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمائی تھی بیان کی تب حضرت ابوبکرؓ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ اور اسی وقت حضرت علیؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ سے بخوشی بیعت کر لی۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی حال تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتے ہیں۔ الفتح: آیت نمبر ۲۹

وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: صحابہ کرام سخت ہیں کافروں پر اور ملائم ہیں آپس میں۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا خلافت کے لئے جلدی کرنا اس وجہ سے تھا کیوں کہ دیر کرنے میں ڈر تھا کہ کہیں کوئی اور فتنہ اٹھ نہ کھڑا ہو۔ اور اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین پر بھی اس کو مقدم رکھا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس نازک معاملہ کی صحیح رنگ میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں تا کہ ہم سب بھائی بھائی بنے رہیں۔

**ائمہ کرام مسجد نبوی شریف۔ مدینہ منورہ ۲۰۱۰ء**

۱۔ الشیخ ڈاکٹر/ علی بن عبدالرحمن الحذیفی۔ پروفیسر کلیۃ القرآن۔ جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ۔

۲۔ الشیخ ڈاکٹر/ عبدالباری الثبیتی۔ پروفیسر ٹیچر ٹریننگ کالج۔ مدینہ منورہ۔

۳۔ الشیخ ڈاکٹر/ حسین آل الشیخ۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۴۔ الشیخ ڈاکٹر/ صلاح بدیر۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

۵۔ الشیخ ڈاکٹر/ عبدالمحسن القاسم۔ جج ہائی کورٹ۔ مدینہ منورہ۔

# غزوۂ اُحد ( ۳ھ )

سید الشہداء امیر حمزہؓ کے مقبرہ شریف اور احد پہاڑ کی زیارت سے پہلے غزوہ احد کا سرسری جائزہ لینا بہت سود مند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کا سورہ آل عمران میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ امت محمدی اس سے ضروری ہدایت پا سکے۔

بدر کی جنگ میں مشرکین کے ستر لیڈر قتل ہوئے اور ستر ہی قید۔ جبکہ صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ مشرکین اس کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار سپاہی۔ تین ہزار اونٹ۔ دو سو گھوڑے اور دیگر جنگی سامان کے ساتھ احد پہاڑ کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ اُن کے ہمراہ چند عورتیں بھی تھیں جو کہ گیت گاتیں اور لڑائی کے لئے جذبات اُبھارتیں تھیں۔

شروع میں اسلامی فوج میں ایک ہزار افراد تھے۔ راستے میں منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ حضرت جابرؓ کے والد صاحب نے انہیں یاد دہانی کے طور پر اللہ کے راستے میں جہاد کی ترغیب دی لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ آل عمران: ۱۶۷

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۱۶۷﴾

(ترجمہ) اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے۔ اور (جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے راستے میں جنگ کرو (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

بالآخر صرف سات سو مسلمان تین ہزار مشرکوں کے مقابلے میں احد پہاڑ کے دامن میں

ڈٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر کی ترتیب و تنظیم نہایت فراست سے کی۔ تیراندازوں کے ایک گروہ کو ایک پہاڑی پر متعین فرمایا اور صحیح بخاری شریف کے الفاظ کے مطابق انہیں تلقین کی کہ اگر ہماری لاشوں کو پرندے بھی اچک رہے ہوں تب بھی اس جگہ کو نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں بلا بھیجوں۔

جنگ کا آغاز ہوا تو شروع میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر تیرانداز نیچے آکر مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے دشمن نے ان کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھایا اور یک بار حملہ کر کے فتح کو شکست میں بدل دیا۔ اس طرح بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زخمی ہوئے۔ مشرکوں نے شہداء کا مثلہ کیا۔ اور فتح کے نشے میں واپس مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔

## چند واقعات کی قدرے تفصیل

جنگ کا آغاز ہوا۔ تو حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عاصم بن ثابت، حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے انفرادی طور پر مشرکوں کے سور ماؤں کا مقابلہ کیا۔ ہر ایک صحابیؓ کو باذن اللہ فتح نصیب ہوئی اور انہوں نے ایک ہی خاندان کے دس افراد کو واصل جہنم کیا۔ یہاں تک کہ اس خاندان کا کوئی مرد باقی نہ بچا جو مشرکوں کا پرچم اٹھا سکے۔

تیراندازوں نے بھی شروع میں نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اور دشمن کے دستے کو تین بار پسپا کیا۔ اسی دوران ایک غلام ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس کا نام وحشی تھا۔ جب حضرت حمزہؓ اس کی زد میں آئے تو ان پر اچانک وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اس بڑے نقصان کے باوجود مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔ اور مشرکین میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ دشمن کی عورتیں میدان جنگ سے بے تحاشہ بھاگ رہی تھی یہاں تک کہ اُن کی ٹانگوں کے نچلے حصے ننگے نظر آرہے تھے۔

جب تیراندازوں نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا۔ تو فتح سے سرشار مال غنیمت اکٹھا کرنے لپک پڑے۔ ان کے لیڈر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی یاد دہانی کے باوجود چالیس تیراندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور باقی صرف نو افراد رہ گئے۔ دشمن نے مسلمانوں کی اس کمزوری

کو بھانپ لیا۔ اور خالد بن ولید کی سرکردگی میں گھوڑ سواروں نے ایک بار پھر تیراندازوں پر حملہ کیا۔ اور سب کو شہید کر دیا۔ دشمن کے گھوڑ سواروں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمان حیران دشtargetدر رہ گئے اور ان کی تنظیم ٹوٹ گئی۔ کئی مسلمان جان بچانے کے لئے میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ پس آناً فاناً جنگ کی حالت بدل گئی۔ آل عمران: ۱۵۳۔۱۵۵

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

(ترجمہ) (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دُور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بُلا رہے تھے۔ تو اللہ نے تم کو غم پر غم کی صورت میں بدلہ دیا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے تم اس سے ملال نہ کرو اور اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ پھر اللہ نے غم و رنج کے بعد تم پر اطمینان کی کیفیت نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہوگئی۔

(ترجمہ) جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جب کہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اُن کے بعض افعال کے سبب شیطان نے اُن کو پھسلا دیا مگر خدا نے اُن کا قصور معاف کر دیا۔ بیشک خدا بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔

اس مشکل وقت میں بھی کئی مسلمانوں نے دشمن کا بہت دلیری سے مقابلہ کیا۔ مثلاً حضرت انس بن النصرؓ کی شہادت کے بعد ان کے جسم پر ستر زخم تھے۔ ان کی بہن ان کی لاش کو صرف ان کی انگلیوں سے شناخت کر سکی۔

اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد صرف نو صحابہ تھے دشمن نے اور پیش قدمی کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد خونریز جنگ ہونے لگی۔ آپ کی حفاظت کرنے والے سات صحابہ ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ کہ اب صرف حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ پورے مشرکین کا مقابلہ کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم

دشمن نے آپؐ پر ایک پتھر پھینکا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گر پڑے۔ آپؐ کا ایک نچلا دانت ٹوٹ گیا اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہو گیا۔ ایک اور دشمن نے آپؐ کے ماتھے کو زخمی کر دیا۔ ایک تیسرے دشمن نے آپؐ پر اتنے زور سے تلوار کا وار کیا۔ کہ آپؐ کی خود کی دو کڑیاں آپؐ کے چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ اب آپؐ کے چہرے سے مسلسل خون بہنے لگا۔

## رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مشرکوں پر تیر پر تیر چلا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بہت خوش تھے۔ اور فرماتے تھے چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت طلحہؓ بھی دشمن کا سر توڑ مقابلہ کر رہے تھے۔ اور اس دوران اپنے جسم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ حضرت طلحہؓ کا اس دوران ایک ہاتھ زخمی ہو گیا اور آپ کی انگلیاں کٹ گئیں جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا چاہے تو طلحہ بن عبید اللہؓ کو دیکھ لے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے احد کی جنگ کے دوران دو ایسے افراد کو دیکھا جو کہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ان کی حفاظت کے لئے بہت زور شور سے جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

ایک روایت کے مطابق وہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے۔

اب دوسرے صحابہ کرامؓ بھی نہایت سرعت سے آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ ان کی تعداد تقریباً تیس ہوگئی اور ان میں سے ہر ایک نے نہایت جوانمردی کا مظاہرہ کیا جو کہ تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

## جوانمردی اور قربانی کی چند مثالیں

حضرت ابودجانہؓ آپ کے سامنے بطور ڈھال ایسے کھڑے ہو گئے کہ حضرت ابودجانہؓ کی پشت دشمن کی طرف تھی۔ پس دشمن کے تیروں کی بارش حضرت ابودجانہؓ کی پشت پر ہو رہی تھی اور وہ ذرا بھی نہ ہلتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے دانتوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود کی ایک کڑی ان کے چہرے سے نکالی تو حضرت ابوعبیدہؓ کا ایک نچلا دانت گر گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالی تو ایک اور نچلا دانت گر گیا۔

دشمن نے کچھ گڑھے بھی کھود رکھے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے۔ اور آپ کے گھٹنے میں موچ آ گئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے آپ کو باہر نکالا۔

اسلامی فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نہایت جوانمردی سے لڑ بھی رہے تھے۔ لڑائی کے دوران آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ بعدازاں آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے اسلامی جھنڈے کو سینے اور گردن سے تھامے رکھا۔ اور آپ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ حضرت مصعبؓ شکل وشباہت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ملتے تھے۔ اس لئے مشرکین نے یہ افواہ پھیلا دی کہ توبہ نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر سے کئی مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

ام عمارہؓ۔ اُن کے خاوند اور دو بیٹے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے طور پر نہایت جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ ام عمارہؓ اپنی ننگی تلوار لئے دشمنوں پر وار کر رہی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پورے کنبے کی بہادری اور قربانی سے بہت متاثر ہو کر فرمایا۔ یا اللہ اس پورے کنبے پر رحم فرما۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی دعا فرمائی۔ یا اللہ اس سب کنبے کو جنت

میں میرا ساتھی بنا دے۔

## مسلمان عورتیں میدان جنگ میں

بخاری شریف میں درج ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ مسلمان عورتیں جنگ ختم ہونے کے بعد میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانے کے لئے آئیں ان میں عائشہؓ، ام سلیمؓ، ام سلیطؓ اور ام ایمنؓ تھیں۔

## لاشوں کا مثلہ

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت مصعبؓ کی شہادت کے بعد مشرکوں کا خیال تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل ہوگئے ہیں۔ اس سے اُن کا اصل مقصد پورا ہوگیا ہے۔ اب وہ شہداء کی طرف بڑھے اور ان کے مثلہ میں مشغول ہوگئے شہداء کے ناک۔ کان اور شرمگاہیں کاٹ کر ہار بنائے۔ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر چبانے لگی۔

## صحابہ کا مقام

مسلمانوں کی فتح کے شکست میں بدل جانے کی تین وجوہات تھیں:

۱۔ تیراندازوں کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت سے انحراف۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی افواہ۔

۳۔ میدان جنگ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے متعلق نا اتفاقی۔

امت مسلمہ کے لئے یہ بڑے سبق ہیں۔ آل عمران: ۱۵۲

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۲﴾

(ترجمہ) اور اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اس وقت جبکہ تم کافروں کو اُس کے حکم سے قتل کررہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھا دیا۔ اس کے بعد تم نے

ہمت ہاردی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دُنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اس وقت اللہ نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑا فضل کرنیوالا ہے۔

اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی بعض لغزشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اُن کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں۔اور یقینا معاف فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر بہت فضل کرنے والے ہیں۔ پس صحابہ کرامؓ سے ان لغزشوں کا آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔

غزوہ احد کے مشکل ترین لمحات کی تفصیل آل عمران کی آیات ۱۵۳۔۱۵۵ میں دی گئی ہے۔ تا کہ ہم ان سے سبق سیکھیں۔ ان آیات اور اس کا ترجمہ پچھلے صفحوں میں دیکھیں۔

واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۵۵ کے اخیر میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے جو لغزش ہوئی وہ شیطان کے اثر سے ہوئی۔ لیکن یقینا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت کرنے والے حلم والے ہیں۔ یہاں تک کہ خطا کے وقت بھی سزا نہیں دیتے۔

آیت نمبر ۱۵۴ میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزش کے باوجود ان کو رحمت سے نوازا۔ اور وہ یوں کہ صحابہ کرامؓ پر لڑائی کے میدان میں اونگھ طاری کر دی۔ اس سے اُن کی تھکاوٹ وغیرہ غائب ہوگئی۔ پس میدان جنگ میں نیند اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جبکہ نماز کے دوران نیند زحمت ہے۔

یاد رہے کہ بدر کی جنگ کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ایسی ہی رحمت عطا فرمائی۔ سورۃ الانفال:۱۱

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ

(ترجمہ) جس اُس نے (تمہاری) تسکین کے لئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی

چادر) اڑھادی۔

صحابہ کرامؓ کی ایک لغزش کا جائزہ لیجئے۔ جب منافق عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی فوج سے علیحدہ ہو کر واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ تو اس کا اثر دوسرے قبیلوں پر بھی ہوا۔ مثلاً بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے چاہا کہ وہ بھی منافقوں کی روش اختیار کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صحابہ کرام پر عنایات کے باعث دونوں قبیلوں کو نامردی کا شکار نہ ہونے دیا۔ اور ان کے اس خیال کو تقویت نہ ملی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کے مددگار تھے۔ آل عمران: ۱۲۲

اِذْ هَمَّتْ طَّآبِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

(ترجمہ) اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

یہ دونوں قبیلے فخر سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حامی اور مددگار ہیں۔ سوچئے جب صحابہ کرامؓ کی بعض امور میں لغزش کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کے مددگار بنتے ہیں اور اُن پر رحمت کرتے ہیں تو اس کے برعکس جب صحابہ کرامؓ دن رات اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ امور سرانجام پاتے تھے تو اُن سے اللہ تعالیٰ کتنے زیادہ خوش ہوتے تھے۔

یہاں ایک اور بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کو معاف فرمایا بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی حکم دیا۔ آل عمران: ۱۵۹

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ

(ترجمہ) آپ اُن کو معاف کردو اور اُن کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کیا کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دی گئی ان چار ہدایات پر آپ غور فرمائیں۔

ا صحابہ کرامؓ کی لغزشوں کے باوجود ان کو بالکل معاف کردیں۔

۲۔ آپ اُن کے حق میں دعا فرمائیں۔

۳۔ آپ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ ان کو معاف فرمادیں۔

۴۔ضروری امور میں اُن سے مشورہ کریں۔پس عملی طور پر اُن کی عزت افزائی فرمائیں۔
یقیناً کسی اور مذہب میں ایسی اعلیٰ اقداور اور وسیع القلبی نہیں۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی
کہ ان نکات کے سمجھنے کے بعد کیسے کوئی شخص صحابہ کرامؓ کے بارے میں الزام تراشی کرسکتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کا ایک اور تحفہ

جیسا کہ واضح ہے۔کہ اس جنگ کے آخری لمحات میں مشرکین کو فتح نصیب ہوئی۔ وہ بہت آسانی سے مدینہ منورہ پر دھاوا بول سکتے تھے۔ اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو بے پناہ نقصان پہنچا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں ایک خوف سا طاری کر دیا اور وہ اس خوف کے زیراثر واپس مکہ مکرمہ چلے گئے۔آل عمران:۱۵۱

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۵۱

(ترجمہ) ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے۔ کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

مجھے امید ہے کہ احد کی زیارت کرنے والے احباب مندرجہ بالا حقائق کو ذہن میں رکھیں گے۔تاکہ اُن کی روحانی سوچ میں فروغ ہو۔

## مدینہ واپسی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے احد سے مدینہ کو واپسی کے دوران موجودہ مسجد مستراح کی جگہ آرام فرمایا۔ یہ مسجد سید الشہداء روڈ پر واقع ہے۔ اس مسجد کی زیارت کے دوران ہمیں نہ صرف غزوہ احد کے شرکاء کے لئے دعا گو ہونا چاہیئے بلکہ اپنی آرام دہ زندگی کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زخمی صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے موازنہ بھی کرنا چاہیئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# غزوۂ احزاب ( ۴ھ )

اس غزوہ کا میدان جنگ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کلو میٹر ہے۔ کفار مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ کر مسلمانوں کو روئے زمین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین مدینہ منورہ کے یہود اور کئی دوسرے قبائل نے اتفاق اور اتحاد کر کے ۱۵۔۱۶ ہزار کی نفری جمع کر لی۔ اس لئے اسے غزوہ احزاب کہتے ہیں (احزاب کے معنی ہیں گروپ یا گروہ)۔ اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

## دشمنوں کی سودہ بازی

مدینہ منورہ سے بیس یہودیوں کا وفد مکہ مکرمہ گیا اور قریش کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔

ان یہودیوں نے ایک اور جنگجو قبیلہ بنو غطفان کو بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے اس شرط پر تیار کر لیا۔ کہ اس سال خیبر کے علاقے کی آدھی (ایک اور روایت کے مطابق ساری کھجوریں بنو غطفان کو عطیہ کے طور پر دیں گے۔ بنو نضیر کا سردار حیئ بن اخطب تھا۔ وہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا۔ کعب بن اسد بھی کچھ تأمل کے بعد احزاب میں شمولیت کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔ اس طرح ایک کثیر تعداد دشمن مدینہ منورہ کے پاس پہنچ گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک نہایت ہی کٹھن وقت تھا۔ سورۃ الاحزاب: ۱۰۔۱۱

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱

(ترجمہ) جب وہ (کفار) تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور

جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

## رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی حکمت عملی

شوریٰ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم جز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس شوریٰ قائم کر دی جس میں حضرت سلمان فارسیؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت سعد بن معاذؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔

احزاب کے میدان جنگ میں مساجد بعض انہیں اکابرین کے نام سے موسوم ہیں۔

سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھودی جائے تاکہ دشمن مسلمانوں کی طرف پیش قدمی نہ کر سکیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ نے مسلمانوں کے لئے گروپ بنا دیئے۔ ہر گروپ میں دس افراد تھے۔ اور ہر گروپ کو چالیس گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھودنی تھی۔ اسی لئے اسے جنگ خندق بھی کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی باقی مسلمانوں کی طرح اپنے حصے کی خندق کھودی۔ سوچئے کہ کیا کوئی بھی کمانڈر ان چیف اس طرح کی جنگی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کے مطابق اب خندق دشمنوں اور مسلمانوں کے درمیان حائل تھی۔ اور مسلمانوں کی پشت میں سلع پہاڑ تھا اس لئے دشمن سامنے اور پشت سے حملہ آور نہ ہوسکتا تھا۔

خندق کی کھدائی بہت مشکل کام تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں درج ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدید بھوک کا تذکرہ کیا اور اپنے پیٹ پر باندھا ہوا پتھر دکھایا۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا۔ تو آپ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

## چند معجزے

جنگ کے دوران ہی کئی معجزے رونما ہوئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے مبارک پر شدید بھوک اور کمزوری کے آثار

دیکھے۔ انہوں نے گھر جا کر ایک چھوٹا بکرا ذبح کیا اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے تقریباً اڑھائی کلو آٹے کی روٹیاں پکائیں۔ حضرت جابرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی اور درخواست کی کہ اپنے ساتھ چند صحابہ کرام کو بھی لائیے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جابرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ تقریباً ایک ہزار صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ حضرت جابرؓ اور ان کی اہلیہ صاحبہ اتنے مہمانوں کو دیکھ کر فکر مند ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے صحابہ کرامؓ کو کھانا تقسیم کیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر بھی کچھ کھانا بچ گیا جو کہ پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت جابرؓ قبیلہ بنو حرام سے تھے۔ سلع پہاڑ کے مغربی دامن میں اب بھی مسجد بنو حرام موجود ہے۔ جابرؓ کا گھر اس مسجد کی جگہ یا اس کے پاس تھا۔

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی بہن مٹھی بھر کھجوریں لیکر میدان جنگ میں آئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کھجوریں مانگیں۔ اور زمین پر ایک کپڑا بچھا کر اس پر یہ کھجوریں ڈال دیں۔ پھر سب مجاہدین کو دعوت دی۔ بفضل خدا سب مسلمانوں نے دل بھر کر کھجوریں کھائیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ کپڑے پر بکھری ہوئی کھجوریں بجائے کم ہونے کے بڑھتی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ کپڑے کے کنارے سے باہر گرنے لگیں۔

ابن ہشام فرماتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی۔ یہ بات سول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوٹس میں لائی گئی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر اپنے کھدائی کے آلہ سے اس چٹان پر ضرب لگائی۔ سورۃ الانعام: ۱۱۵

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ط

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

اس چٹان سے ایک چنگاری نکلی اور اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے دوبارہ مندرجہ ذیل آیت پڑھی اور دوسری ضرب لگائی۔ سورہ الانعام: ۱۱۵

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

پھر ایک چنگاری نکلی اور ایک تہائی حصہ اور ٹوٹ گیا۔ آپ نے تیسری بار پھر مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر ضرب لگائی۔ سورۃ الانعام: ۱۱۵

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اسکی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور وہ سنتا جانتا ہے۔

تیسری بات چنگاری نکلی اور باقی ماندہ چٹان بالکل چکنا چور ہوگئی۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے دیکھا کہ آپ کی ہر ضرب کے ساتھ چٹان سے ایک چنگاری نکلی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہلی چنگاری میں مَیں نے شام کے سرخ محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ آپ کی قوم اِن کو فتح کرے گی۔ دوسری چنگاری میں مَیں نے ایران کے سفید محل دیکھے اور جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی قوم ایران کو بھی فتح کرے گی۔ تیسری چنگاری کے دوران مجھے یمن کی چابیاں دی گئیں۔ اور مجھے بتایا گیا کہ آپ کی قوم یمن کو بھی فتح کرے گی۔

مسلمان یہ خبریں سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کے حوصلے بڑھ گئے اُن کے دلوں میں ذرا بھر شک وشبہ نہ ہوا۔ جبکہ اسی جنگ میں موجود منافقین مذاق اڑانے لگے اور بغلیں بجانے لگے۔ ایک دوسرے سے کہتے کہ ان کو اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا ہوگیا ہے۔ کھانے کو روٹی نہیں۔ پیٹوں پر پتھر باندھے ہیں جبکہ عظیم الشان سلطنتوں کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

## منافقین کی ذہنیت

منافق وہ لوگ ہیں جو کہ ظاہری طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں لیکن اسلام کی صحیح روح اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہونے پاتی۔ پس وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ جہاد وقتال میں بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اُن کی موجودگی بُرے سے بُرے

دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔غزوہ احزاب کے دوران بھی ایسے منافق موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کے حالات جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں ان منافقوں کے اقوال واعمال کو ظاہر کر دیا۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

جب منافقوں نے کثیر التعداد دشمن کو دیکھا تو چلا اُٹھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فی الحقیقت ہمیں دھوکا دیا ہے۔سورۃ الاحزاب: ۱۲

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

(ترجمہ) اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے کہ خدا اور اُس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

اسی طرح منافقوں نے مسلمانوں سے کہا کہ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔تم اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔سورۃ الاحزاب: ۱۳

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا

(ترجمہ) اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لئے (ٹھیرنے کا) مقام نہیں تم لوٹ چلو۔

بعض منافقوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا کہ ہمارے گھر اور بیوی بچے خطرے میں ہیں۔اس لئے ہمیں واپس مدینہ منورہ جانے کی اجازت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بہانے اور فریب کو کھول دیا۔سورۃ الاحزاب: ۱۳

وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ؕ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

(ترجمہ) اور ایک گروہ اُن میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کُھلے پڑے ہیں۔حالانکہ کُھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

بعض منافق نہ صرف خود جنگ میں شامل نہ ہوئے بلکہ انہوں نے دوسرے رشتہ داروں

کو بھی اس کی ترغیب دی۔ سورۃ الاحزاب: ۱۸

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۸﴾

(ترجمہ) اللہ تم میں سے اُن لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔

اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی نشاندہی کر دی۔ فرمایا کہ جب ان پر کوئی خوف طاری ہوتا ہے تو اُن کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے کہ موت طاری ہونے کے وقت آنکھیں پتھرا سی جاتی ہیں۔ اور جب خوف ختم ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیز زبان اور گستاخی سے مخاطب ہوتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب: ۱۹

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَ لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۧ﴿۲۰﴾

(ترجمہ) پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُنکی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آرہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو اللہ نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے۔ اور یہ اللہ کو آسان تھا۔

سورۃ الاحزاب میں اس جنگ کے دوران منافقوں کی کئی اور ذلیل حرکتوں کا بھی ذکر ہے۔

## مخلصین مومنین کا رویہ

بخلاف اس کے جب مخلص مومنین نے اتنے بڑے جنگجو لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے۔

سورۃ الاحزاب: ۲۲

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَ

رَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾

(ترجمہ) اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا۔ تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا تھا۔ اور اس سے اُن کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔

کیونکہ مومنین قرآن پاک کی تعلیمات پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ البقرۃ: ۲۱۴

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

(ترجمہ) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے سب پُکار اُٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئیگی۔ دیکھو اللہ کی مدد عنقریب (آیا چاہتی) ہے۔

مومنین کا صرف زبانی کلامی ایمان نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدوں پر پورے اترے۔ یعنی بعض شہید ہوگئے۔ اور باقی بے تابی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے منتظر ہیں۔ اُن کے ارادوں میں ذرا بھر فرق نمودار نہیں ہوا۔ سورۃ الاحزاب: ۲۳

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

(ترجمہ) مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے خدا سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا۔ تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

## اللہ تعالیٰ کی مدد

دونوں فوجیں تقریباً ایک ماہ ایک دوسرے کے سامنے پڑاوٗ ڈالے پڑی رہیں۔ اس

دوران دو بڑی اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک یہ کہ مشرکوں اور یہودیوں کے درمیان معجزانہ طریقہ سے نااتفاقی پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے کا اعتماد کھو بیٹھے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت سرد ہوا کا طوفان بھیجا جس کا اثر دونوں فوجوں پر ہوا۔ مشرکوں کے خیمے اڑ گئے اور وہ اس سردی کی تاب نہ لا سکے۔ پس مشرک مایوس ہو کر غصے سے بھرے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

دراصل اس سے مشرکوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور انہیں آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

بخاری شریف میں درج ہے۔ حضرت سلیمان بن صردؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اب مشرک ہم پر کبھی بھی حملہ کرنے کی جرأت نہ کریں۔ بلکہ ہم اُن پر حملہ آور ہونگے اور ہماری فوجیں اُن کی طرف پیش قدمی کریں گی۔ مثلاً کچھ ہی عرصے بعد مسلمانوں نے مکہ کی طرف پیش قدمی کی اور اللہ کی مدد سے مکہ فتح کر لیا۔

## دیگر نکات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو شام ایران اور یمن کی طاقتور سلطنتوں کی تسخیر کی خوش خبری دی منافقین نے اس کا خوب مذاق اڑایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مذاق کے جواب میں ایک بہت اہم آیت نازل فرمائی: سورۃ آل عمران: ۲۶

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

(ترجمہ) کہو کہ اے اللہ (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ اور جس کو چاہے عزت دے۔ اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جیسے کہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ مسلمانوں نے شام ایران اور یمن کی عالی شان سلطنتوں کو فتح کیا۔

یہ سوال بار بار پوچھا جاتا ہے کہ مسلمان آج کل کی غیر مسلم بڑی طاقتوں کو کیسے مسخر کر سکتے ہیں۔ جواب واضح ہے کہ اگر مسلمان قرآن وسنت پر عمل پیرا ہوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن ہوں تو یقینا کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

لیکن افسوس کہ ہمارا حال تو بالکل اس کے برعکس ہے اسی لئے علامہ اقبال نے آج کل کے مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے کہا ہے۔

تھے آباء ہی تمہارے مگر تم کیا ہو
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

## سجدہ تلاوت

حرمین شریفین میں جمعہ کے روز فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں امام صاحب ( سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ) اکثر سورۃ السجدہ کی تلاوت فرماتے ہیں (بخاری و مسلم)۔ آیتِ سجدہ کے بعد امام صاحب حالت قیام سے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ ہر مقتدی کو بھی امام صاحب کے ساتھ سجدہ تلاوت کرنا چاہیئے۔

نوٹ: دیگر مما لک کے امام صاحبان سے درخواست ہے کہ اس سنت پر عمل کریں۔ تاکہ زائرین کرام حرمین شریفین آنے سے پہلے اس کے عادی ہو جائیں۔

نوٹ: ان امور کی اپنے دوسرے بھائیوں کو پیار ومحبت سے یاد دہانی کرائیں کیونکہ ان میں سے بعض تعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ اکثر عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا پہلے تجربہ نہیں۔

# مدینہ منورہ کے قدیم یہودی قبائل

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ہدایت عطا فرمائی اور وہ تورات سے رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور قرآنی ہدایات کے بارے میں واضح طور پر جانتے تھے۔ یہاں تک کہ وقت اور مقام کا تعین بھی کر دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہودی قبیلے شام سے نقل مکانی کر کے مدینہ منورہ کے گردونواح میں آباد ہو گئے تھے۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۶

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

(ترجمہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخرالزماں اور قرآن) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بُوجھ کر چھپا رہا ہے۔

ان یہودی قبائل کی دلی خواہش تھی کہ وہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد سے اپنے دیرینہ دشمنوں یعنی اوس اور خزرج کے قبائل کو زیر کر لیں گے۔ یہ بات فخریہ طور پر علی الاعلان کہتے تھے۔ سورۃ البقرہ: ۸۹

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

(ترجمہ) اور جب اللہ کے ہاں سے اُن کے پاس کتاب آئی جو اُن کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب اُن کے پاس آ پہنچی تو اُس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت۔

جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو یہودی قبائل نے جاننے پہچاننے کے

باوجود آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس کی ایک دلیل یہ پیش کی کہ محمد ﷺ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ جبکہ یہودیوں کے سب نبی اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے بدمزگی سے بچنے کے لئے ان قبائل سے ایک باہمی سمجھوتہ کرلیا۔ تاکہ سب گروپ سکون سے زندگی بسر کرسکیں۔ رسول اکرم ﷺ کی یہ بہت بڑی دور اندیشی تھی۔ Live and let live والی پالیسی تھی۔ یعنی خود سکون سے زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی سکون سے زندگی بسر کرنے دیں۔ اس سمجھوتے کی چند شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ یہودی مسلمانوں کے خلاف نہ لڑیں گے۔

۲۔ اگر کوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو یہودی اس کی مدد نہ کریں گے۔

۳۔ اگر کوئی گروپ یہودیوں پر حملہ کرے گا تو مسلمان یہودیوں کی مدد کریں گے۔

مدینہ منورہ کی ننھی منھی اسلامی ریاست کا یہ پہلا اور بہت اہم تاریخی سمجھوتہ تھا۔

مذکورہ بالا یہودی قبائل مدینہ منورہ سے تقریباً اڑھائی میل جنوب کی طرف آباد تھے۔ یہ بہت امیر تھے اور ان کے بڑے بڑے باغات تھے ان کے نہ صرف رہائش کے لئے عالی شان مکان ہوتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے نہایت مضبوط قلعے بھی تعمیر کئے ہوئے تھے۔ اُن کے محلات اور قلعوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔

## کھنڈرات تک پہنچنے کا راستہ

آپ مسجد نبوی سے قربان روڈ (جو کہ امیر عبدالمحسن روڈ بھی کہلاتی ہے) پر جنوب کی طرف جایئے۔ پہلی ٹریفک لائٹ کی دائیں طرف جمعہ مسجد ہے قربان روڈ پر آگے بڑھیئے۔ دوسری ٹریفک لائٹ پر الہجرہ روڈ ہے جو کہ مسجد قباء کی طرف لے جاتی ہے۔ آپ اس لائٹ پر بھی آگے بڑھ جایئے حتیٰ کہ قربان روڈ پر تیسری ٹریفک لائٹ آجائے۔ یہ مدینہ منورہ کی وسطی دائری روڈ ہے۔ آپ کو ٹریفک لائٹ کے بعد سڑک کے دونوں طرف یہودی قبیلہ بنو نضیر کے کھنڈرات نظر آئیں گے۔

اگر آپ تیسری ٹریفک لائٹ پر اور آگے بڑھیں یعنی قربان روڈ پر اور جنوب میں جائیں تو

آپ مدینہ منورہ کی دوسری دائری روڈ پر پہنچ جائیں گے۔ آپ دوسری دائری روڈ کے باہر کی طرف نظر دوڑائیں تو ایک سیاہ پہاڑ نظر آئے گا۔ اس کا نام بنو قریظہ پہاڑ ہے۔ یہیں پر یہودی قبیلہ بنو قریظہ آباد تھا۔ دراصل مستشفیٰ وطنی اور بنو قریظہ پہاڑ ے درمیانی حصہ میں اس قبیلہ کے باغات اور بستیاں تھیں اور قلعہ اس پہاڑ کے قریب تھا۔ اب میں ان دو قبیلوں کے حالات باری باری لکھوں گا۔

## بنو نضیر

بنو نضیر کا سردار کعب بن اشرف تھا۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو اکسانے اور ان کی مدد کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مثلاً ایک بار کعب بن اشرف چالیس افراد کے ہمراہ ایک وفد کی صورت میں مشرکین مکہ کے پاس پہنچا۔ اور ان کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مشرکین نے کعب بن اشرف سے پوچھا کہ اس کی نظر میں ہمارا مذہب اچھا ہے یا کہ مسلمانوں کا مذہب۔ کعب بن اشرف گو اہل کتاب تھا۔ لیکن دنیاوی مفاد کے پیش نظر مذہب کو بھی بیچ دیا۔ اس نے مشرکوں سے کہا کہ یقیناً ان کا مذہب مسلمانوں سے بہتر ہے۔ سورۃ النساء:۵۱

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَالطَّاغُوۡتِ وَيَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هٰٓؤُلَۤاءِ اَهۡدٰى مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِيۡلًا ﴿۵۱﴾

(ترجمہ) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے۔ کہ بتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے راستے پر ہیں۔

ایسی بات چیت کے بعد دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ طے ہوا کہ وہ مل کر مسلمانوں سے لڑائی کریں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس معاہدے سے مطلع فرمایا۔ کعب بن اشرف کی خیانت آشکار ہوگئی۔ یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی معاہدہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔

پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے یہ کام انجام دیا۔

بنو نضیر کی دوسری حرکت اس سے بھی زیادہ معیوب اور غیر مہذب تھی۔ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس قبیلہ نے آپ کو قتل کرنے کا یہ سنہری موقع سمجھا۔ پس آپ کو ایک دیوار کے سائے میں بٹھایا اور ان کی سازش کے مطابق دیوار سے ایک بڑا پتھر گرا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہلاک کرنا مقصود تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس ذلیل سازش سے مطلع فرمایا۔ آپ فی الفور اُٹھ کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو نضیر کو یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ تم نے باہمی سمجھوتے کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔ پس میں تم کو دس دن کی مہلت دیتا ہوں کہ اس علاقے سے نکل کر کہیں اور چلے جاؤ۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے بنو نضیر کو تھپکی دی اور کہا۔ تم اپنے گھروں میں ڈٹ جاؤ اور کسی دوسری جگہ کوچ کرنے کا ارادہ ترک کر دو۔ میں اپنے دو ہزار ساتھیوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا۔

یہ سنتے ہی بنو نضیر نے نقل مکانی کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اپنے مضبوط قلعے میں بیٹھ گئے مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ بنو نضیر نے قلعے کے اندر سے مسلمانوں میں خوب تیر برسائے۔ مسلمانوں نے ان کے قیمتی باغات کے درختوں کو کاٹنا اور جلانا شروع کر دیا منافقین کا ایک شخص بھی بنو نضیر کی مدد کو نہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا رویہ بیان فرمایا۔ الحشر: ۱۶

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

(ترجمہ) (منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ مجھ کو تو اللہ ربّ العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

## اللہ کی مدد

اس دوران اللہ تعالیٰ نے بنونضیر کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ اور وہ شہر بدر ہونے کو تیار ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر بھی اُن سے یہ رعایت کی کہ جو کچھ ساتھ لے جا سکتے ہو۔ لے جاؤ۔ کوئی روک ٹوک نہ ہو گی۔ بنونضیر ہر طرح کا گھریلو سامان اور دروازے اور کھڑکیاں تک ساتھ لے گئے۔ تا کہ اُن کی دنیاوی حرص پوری ہو۔ بنونضیر کی بربادی کا نقشہ سورہ حشر میں دیا ہے۔ الحشر: ۲

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲

(ترجمہ) وہی تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشرِ اوّل کے وقت اُن کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے۔ اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اُن کے قلعے اُنکو اللہ (کے عذاب) سے بچا لیں گے۔ مگر اللہ نے اُن کو وہاں سے آلیا جہاں سے اُنکو گمان بھی نہ تھا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں سے اُجاڑنے لگے۔ تو اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو عبرت پکڑو۔

## ضروری نکات

۱۔ جب بنونضیر نے بار بار باہمی سمجھوتہ کی خلاف ورزی کی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سب کو قتل کرنے کا حکم صادر نہ فرمایا۔ بلکہ صرف دوسرے علاقے میں نقل مکانی کا حکم دیا تا کہ ان کی روزمرہ کی شرارتوں سے نجات حاصل کر سکیں۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو دس دن کی مہلت دی۔ تا کہ وہ بخوبی اس سفر کی تیاری کر سکیں۔

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے یہ بھی رعایت کی کہ اپنے ساتھ ہر طرح کا ساز وسامان لے جاسکتے ہیں۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

۴۔ مسلمانوں نے بنونضیر کو تنگ کرنے کے لئے چند درخت کاٹے اور چند ہی جلائے۔ تاکہ بنونضیر مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیں۔ البتہ مسلمانوں نے قلعے کو آگ نہ لگائی۔ بخلاف اس کے آج کل کی مہذب قومیں قلعوں اور گھروں کو آگ لگا دیتی ہیں یا بھاری مشنری سے مسمار کرتی ہیں جس سے جانی نقصان بھی ہوتا ہے۔

ان نکات سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی حقوق کا کیسے اور کتنا خیال کرتے تھے۔ ظاہر ہے یہ آج کل کی مہذب قوموں کے حقوق انسانی کے تحفظ سے بالکل مختلف ہے۔

## بنوقریظہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ کہ بنونضیر کے سردار کعب بن اشرف نے مکہ مکرمہ کے مشرکوں سے مسلمانوں کے خلاف سازش کی۔ پھر بنونضیر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بڑے پتھر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اور مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی سمجھوتہ کی کھلی خلاف ورزیاں کیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر انہیں شہر بدر ہونا پڑا۔ کچھ شام چلے گئے اور کچھ خیبر میں منتقل ہو گئے۔ لیکن اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔

مثلاً بنونضیر کا ایک وفد پہلے مکہ مکرمہ پہنچا اور قریش مکے کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر بنو غطفان کو ساتھ ملایا اور اس کے بعد یہودی قبیلہ بنوقریظہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ احزاب میں مدد کرنے کی حامی بھر لی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ عین ممکن تھا کہ بنوقریظہ مسلمان عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دیں جبکہ مسلمان مرد باہر جنگ میں مشغول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے کہ جب

دشمن تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر وارد ہو گئے۔ اوپر سے مراد بنو قریظہ اور نیچے سے مراد باقی احزاب ہیں۔ سورۃ الاحزاب:١٠

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ

(ترجمہ) جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے۔

ان مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

## غزوہ بنو قریظہ

جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ احزاب کے بعد ابھی گھر پہنچے ہی تھے اور غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ آپ نے جنگی لباس اتار دیا ہے جبکہ ہم (یعنی فرشتے) ابھی تک جنگی لباس میں ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ آیئے تاکہ ہم بنو قریظہ کو ان کی خیانت کی سزا دیں۔

شاید یہ بات قابل ذکر ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کی جگہ مسجد نبوی کی مشرقی دیوار میں ایک کھڑکی ہے جس پر مندرجہ ذیل آیت لکھی ہے۔ سورۃ الاحزاب:٥٦

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

(ترجمہ) خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر دُرود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی اُن پر دُرود اور سلام بھیجا کرو۔

یاد رہے کہ مسجد نبوی کی مختلف توسیعات کے ساتھ مشرقی دیوار اور یہ کھڑکی قدرے مشرق کی جانب بڑھا دی گئی ہیں۔

بہرحال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ سب مسلمان عصر کی نماز سے قبل بنو قریظہ کے علاقے میں پہنچ جائیں۔ تھکے ماندے صحابہ نے لبیک کہتے ہوئے بنو قریظہ کے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ جو کہ پچیس دن جاری رہا۔

## سردار کی تقریر

بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنے قبیلے کو مندرجہ ذیل تین تجاویز پیش کیں۔ اس نے کہا کہ سب سے اوّل بات یہ ہے کہ اگر تم ٹھنڈے دل سے سوچو تو تمہارے دل اس بات کی تصدیق کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تورات میں مذکورہ ہے۔ اگر تم یہ بات مان لو تو تمہاری جانیں اور مال بچ جائیں گے اور تم دنیا اور آخرت میں فلاح پاؤ گے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تم خود ہی اپنے بیوی بچوں کو قتل کرو۔ اور پھر پورے زور سے مسلمانوں کا مقابلہ کرو۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر بروز ہفتہ (یوم السبت) حملہ کردو۔ کیونکہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق ہم بروز ہفتہ لڑائی نہیں کرتے۔ اس طرح اچانک حملہ سے مسلمانوں کو شکست دینے کی کوشش کرو۔

یہودیوں نے اپنے سردار سے کہا کہ پہلی تجویز نا منظور ہے کیونکہ ہم توریت کے علاوہ کسی اور کتاب کی اتباع کرنے کے لئے راضی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے ہم اُن کو ناحق کیوں قتل کریں۔ اس لئے دوسری تجویز بھی رد کرتے ہیں۔

تیسری تجویز ہمارے مذہب اور توریت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ بھی منظور نہیں۔

## اللہ کی مدد

اس دوران اللہ تعالیٰ نے اس مغرور قبیلہ کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ سورۃ الاحزاب: ۲۶۔۲۷

وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾

(ترجمہ) اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اُتار دیا۔ اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے اور اُن کی زمین اور ان کے گھروں اور اُن کے مال کا اور اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا۔

اس ڈر کے زیر اثر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ غور فرمایئے کہ اوپر کی دو آیات میں نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کی یاددہانی کرائی بلکہ مسلمانوں کو آئندہ فتوحات کی خوشخبری بھی دے دی۔ (سبحان اللہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بنوقریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کی اجازت دی۔ یہودی ہمیشہ بہت چالاک ہوتے ہیں۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی جگہ حضرت ابولبابہؓ کو مقرر فرما دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظوری دے دی۔ یہودیوں کو حضرت ابولبابہؓ سے زیادہ ہمدردی کی توقع تھی کیونکہ حضرت ابولبابہؓ کی کچھ جائداد ان کے علاقہ میں تھی۔

جب حضرت ابولبابہؓ بنوقریظہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت ابولبابہؓ سے یہ سوال کیا کہ اگر ہم قلعہ سے باہر آجائیں تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ حضرت ابولبابہؓ نے اپنی انگلی اپنے گردن پر رکھی یعنی کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ اس عمل کے فوراً بعد حضرت ابولبابہؓ کو احساس ہوا کہ یہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز تھا۔ جو میں نے فاش کر دیا۔ اس شرمندگی کے باعث حضرت ابولبابہؓ مسجد نبوی پہنچے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا۔ اور یہ عہد کیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اسی حالت میں رہوں گا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا۔ کہ اگر پہلے ہی سیدھا میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا۔ اب پورا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابولبابہؓ اس طرح سات دن اور سات رات بندھے رہے سوائے نماز اور رفع حاجت کے لئے عارضی طور پر ستون سے علیحدہ ہوتے۔ سات دن کے بعد آپ کی توبہ قبول

ہوئی۔ یہ ستون ابھی بھی مسجد نبوی میں موجود ہے۔ اس پر استوانہ ابولبابہ لکھا ہوا ہے۔ یہ واقعہ الانفال: ۲۷۔۲۸ میں درج ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول ﷺ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں) کا بڑا ثواب ہے۔

بالآخر حضرت سعد بن معاذؓ نے بنوقریظہ کے بارے میں اپنا فیصلہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

بنوقریظہ اپنی عہد شکنیوں اور خیانت کے باعث اس کے مستحق تھے کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے دشمنوں سے ریشہ دانیاں کرتے اور اُن کی ہر طرح مدد کرتے تھے۔

اس غزوہ سے مسلمانوں کو بہت قیمتی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ مال غنیمت غزوہ کے شرکاء میں تقسیم کر دیا۔

مدینہ منورہ کے گردوجوار میں اور بھی یہودی قبیلے تھے۔ جن کا حال ان قبیلوں سے مختلف نہ تھا۔ لیکن مثال کے طور پر صرف دو کا ذکر کافی ہے۔

# مسجد قباء و مسجد ضرار

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو پہلے قباء کی بستی میں قیام فرمایا جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین کلومیٹر جنوب میں ہے۔ آپ اس بستی میں چند دن ٹھہرے اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد قباء ہے۔ آپ نے یہ مسجد خاص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے بنائی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا یہ عمل بہت پسند آیا۔ سورۃ التوبہ: ١٠٩

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿١٠٩﴾

(ترجمہ) بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا مندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی وہ اُس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

قباء کے علاقہ میں قبیلہ بنو عمرو بن عوف مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سورۃ التوبہ: ١٠٨

فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ

(ترجمہ) اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

اس آیات کریمہ کی نازل ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنو عمرو سے پوچھا۔ آپ کی کونسی خاص عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کی اس آیت میں تعریف کی ہے۔ بنو عمرو نے کہا کہ ہم کسی خاص چیز پر عمل پیرا نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ ہم رفع حاجت کے بعد صفائی کے لئے نہ صرف پتھر استعمال کرتے ہیں بلکہ پانی سے جسم کی صفائی کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً آپ کو یہ عزت افزائی آپ کے اسی

عمل کی وجہ سے ملی ہے۔ آپ اپنے اس عمل کو ایک مستقل عادت بنالیں۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی اسی جذبے کے تحت مسجد نبوی تعمیر کی۔ اس لئے سورۃ التوبہ کی آیات نمبر ۱۰۹ کا اطلاق مسجد نبوی پر بھی ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں درج ہے کہ مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب کسی دوسری مسجد کے مقابلے میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے بیت اللہ شریف کے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہفتہ میں ایک بار مسجد قباء پیدل یا سواری پر جاتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس سنت پر کار بند تھے۔

بخلاف اس کے منافق لوگ ہر وقت خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔ تاکہ مسلمانوں کو نیچا دکھایا جائے۔ مثلاً قرطبی نے ایک عیسائی عالم کا تفصیلی قصہ بیان کیا ہے۔ اس شخص کا نام ابو عامر تھا۔ اس نے مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کی۔ لیکن اسلامی تعلیمات سے اتفاق نہ کیا بالآخر اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چیلنج کیا اور بولا۔ ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے دور کسی دوسرے علاقے میں فوت ہوگا۔ اس نے اسلام کے دشمنوں کی حنین تک کی ہر لڑائی میں مدد کی لیکن ناکام اور رسوا ہُوا۔ بالآخر مایوس ہو کر شام کو بھاگ گیا۔ کیونکہ ان دنوں شام عیسائی سرگرمیوں کا گہوارہ تھا۔ وہ شام میں اپنے رشتہ داروں سے دور فوت ہوا۔

شام میں قیام کے دوران ابو عامر نے مسلمانوں کے خلاف ایک سازش کی اس نے روم کے شہنشاہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے علاوہ اس نے مدینہ منورہ کے منافقوں کو ایک خط لکھا۔ جس میں انہیں مدینہ منورہ میں ایک مسجد نما عمارت تعمیر کرنے کو کہا۔ تاکہ اس عمارت کو منافقوں کے اتحاد اور سرگرمیوں کے لئے استعمال کیا جاسکے اور جب روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرے تو یہ منافق متحد ہو کر اس کی مدد کریں۔

پس مدینہ منورہ کے نو منافقوں نے قباء کی مسجد کے قریب ایک مسجد بنائی۔ جس کا نام مسجد

ضرار رکھا۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ نئی مسجد بوڑھے اور بیمار لوگوں کی سہولت کے لئے اور مسجد قباء میں نمازیوں کی بھیڑ کو کم کرنے کے لئے ہے۔ ان منافقوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ وہ اس نئی مسجد میں نماز پڑھائیں (تاکہ لوگوں کے دلوں میں منافقین کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا۔ کہ فی الحال میں تبوک کی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوں جنگ سے واپسی کے بعد تمہاری خواہش پوری کروں گا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی چالاکی کا پول کھول دیا۔ پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چند صحابہ کرامؓ کو بھیجا کہ مسجد ضرار کو مسمار کر دیں اور آگ لگا کر تباہ کر دیں۔ اس واقعہ کی تفصیل سورہ التوبہ میں ہے۔ سورۃ التوبہ: ۱۰۷۔۱۰۸

وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفۡرًا وَّ تَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ لَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ فِیۡہِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِیۡہِ ؕ فِیۡہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَہَّرُوۡا ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُطَّہِّرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾

(ترجمہ) اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جب لوگ اللہ اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اُن کے لئے گھات کی جگہ بنائیں۔ اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جاؤ (اور نماز پڑھا) کرو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

پس مسجد ضرار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دریا کے کنارے ایک عمارت تعمیر کرے۔

ظاہراً وہ زمین مضبوط لگتی ہے لیکن پانی نے اس کی بنیادوں کو خالی کر دیا ہو۔ یقیناً ایسی عمارت عنقریب گر جائے گی۔ اور اس کا نتیجہ سوائے تباہی اور نقصان کے اور کچھ نہیں۔

یاد رہے کہ حسد ایک بغیر شعلے والی آگ کی طرح ہے۔ ان پاگل منافقوں کے حسد شک وشبہ اور منافقت میں اضافہ ہوتا رہے گا کیونکہ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ یہ اُن کے لئے ایک نقد سزا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ منافق اپنی موت تک حسد کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ منافقوں کی زندگی سب کے لئے باعث صد عبرت ہے۔

ہم اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:

۱۔ مسجد ضرار مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے بنائی گئی۔

۲۔ مسجد ضرار منافقوں کو پناہ دینے اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد کرنے کے لئے تعمیر کی گئی۔

۳۔ یہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا اڈہ تھا۔

۴۔ پس اگر کوئی شخص مندرجہ بالا کسی ایک مقصد کے تحت مسجد تعمیر کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

۵۔ ہمارا ہر عمل تقویٰ اور اخلاص کی بنا پر ہونا چاہئے۔

۶۔ ہمیں اپنی ذاتی صفائی اور ہر مسجد اور اس کے گردونواح کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

۷۔ صفائی کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمیں گناہوں سے پاک رہنا چاہئے اور ہر وقت اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض زائرین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات کی صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔ اور ثواب کے بجائے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ درحقیقت نہ صرف ہمیں صفائی کا خود خیال رکھنا چاہئے بلکہ نہایت پیار اور شائستگی سے دوسروں کو بھی یاد دہانی کرانی چاہئے۔ سورۃ الذاریات: ۵۵

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾

(ترجمہ) اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔

# مسجد قبلتین

مسجد قبلتین کا مطلب ہے ایسی مسجد جس کے دو قبلے ہوں یعنی ایک خانہ کعبہ کی طرف اور دوسرا مسجد اقصیٰ کی طرف۔ اس سے کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ دو قبلوں کی وجہ کیا ہے۔ قبلہ کی تبدیلی کیوں کب اور کیسے کی گئی۔ قبلہ کی تبدیلی کے اثرات کیا ہوئے؟ قبلہ کی تبدیلی کا حکم کس نے صادر کیا۔

درحقیقت ابتداء میں سب انبیاء کرام کے لئے قبلہ (یعنی نماز پڑھنے کی سمت) مکہ مکرمہ میں بیت اللہ تھا۔ جو کہ آدم علیہ السلام کے وقت تعمیر کیا گیا۔ سورۃ آل عمران: ٩٦

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ﴿٩٦﴾

(ترجمہ) پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ بابرکت اور جہاں کے لئے موجب ہدایت۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے بھی یہی قبلہ تھا۔ بعدازاں بنی اسرائیل کے کچھ انبیاء کرام کے لئے یروشلم میں مسجد اقصیٰ قبلہ مقرر کیا گیا۔ یہ انبیاء کرام مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کے لئے اس طرح کھڑے ہوتے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت اللہ دونوں ان کے سامنے ہوتے۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی مکہ مکرمہ میں نماز کے دوران حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اس طرح کھڑے ہوتے کہ بیت اللہ شریف اور مسجد اقصیٰ دونوں آپ کے سامنے ہوتے۔

بخاری شریف میں درج ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کرکے نماز ادا کی۔ کیونکہ سب انبیاء کی طرح آپ بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع تھے۔ گو آپ ﷺ کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ اُن کے لئے وہی

قبلہ ہو جو آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت امید تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی تبدیلی کا حکم نازل فرما دیں گے۔

اس انتظار میں آپ اکثر اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۴

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ

(ترجمہ) (اے محمد) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اُسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دینگے۔ تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش پوری کر دی۔ یاد رہے کہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی صادر کر سکتے ہیں۔ قبلہ کے چناؤ کا اختیار نبی کو نہیں دیا گیا۔

قبلہ کی تبدیلی کا اثر غیر معمولی تھا۔ جب یہودیوں کو قبلہ کی تبدیلی کی خبر ملی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کا مذاق اڑانے لگے۔ کہنے لگے یہ کیسا مذہب ہے کہ ایک دن ایک قبلہ ہو اور دوسرے دن دوسرا۔

قبلہ کی تبدیلی سے قبل یہود مسلمانوں سے قدرے رواداری سے پیش آتے کیونکہ دونوں کا قبلہ مسجد اقصیٰ تھا۔ قبلہ تبدیل ہونے پر یہود چونک اُٹھے۔ انہیں احساس ہوا کہ علیحدہ قبلے کا مطلب یہ ہے کہ اب مسلمان ایک بالکل علیحدہ اور مخصوص مذہب رکھنے والی قوم ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے کھلم کھلا دشمن بن گئے اور اُن کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو اور تیز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی ہر کام میں اپنی ہی حکمت مخفی ہوتی ہے۔ قبلہ کی تبدیلی منافقین اور مخلص مومنین کو پرکھنے کی کسوٹی تھی۔ سورۃ البقرۃ: ۱۴۳

وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى

عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

(ترجمہ) اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اُس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے۔ اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور یہ بات (یعنی تحویل قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی مگر جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے) اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان یعنی تمہاری نمازوں کو یوں ہی کھو دے۔ اللہ تو لوگوں پر بڑا مہربان ہے (اور) صاحب رحمت ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق ایک دن رسول اکرم ﷺ مسجد قبلتین میں ظہر (اور بعض روایات میں عصر) کی نماز ادا کر رہے تھے۔ نماز کے دوران ہی قبلہ کی تبدیلی کا حکم نازل ہوا۔ پس رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے مقتدی صحابہ کرامؓ نے نماز کے دوران ہی اپنی سمت بدل لی۔

بعض صحابہ کرامؓ مسجد قبلتین میں نماز ادا کرنے کے بعد اپنے محلوں میں گئے تو اپنے بھائیوں کو مسجد اقصیٰ کی سمت نماز ادا کرتے پائے۔ ان صحابہ کرامؓ نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ ہم نے ابھی ابھی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی سمت میں نماز ادا کی ہے۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرامؓ کے بھائیوں نے بھی نماز کے دوران اپنا رخ بغیر کسی چوں چرا کے بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اور اعلان کرنے والے صحابیؓ سے کسی قسم کا سوال جواب یا بحث مباحثہ نہ کیا۔ اس سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ بعض معاملات میں صرف ایک مسلمان کی شہادت ہی کافی ہوتی ہے۔

قبلہ کی تبدیلی کی خبر اگلے روز علی الصبح قبا کے علاقہ میں پہنچی بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق قبا نے بھی اعلان سنتے ہی نماز کے دوران اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو صحابہ کرامؓ کا ایک دوسرے پر بہت اعتماد تھا اور ایک دوسرے کو بہت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے

تھے۔

اگر اس چیز کا موازنہ آجکل کے مسلمانوں کے باہمی سلوک سے کیا جائے تو ہمیں خود بخود صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں ہمارے ایمان کی کمزوری اور بوداپن نظر آئے گا۔

میں نے مدینہ منورہ کی ایک مسجد کے محراب پر یہ آیت مکتوب دیکھی:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

یعنی ہم آپ کا رخ آپ کے پسندیدہ قبلہ کی جانب موڑ دیں گے۔ میں یہ پڑھ کر بہت مسرور ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تحفہ عطا کر کے خوش کر دیا۔ واضح ہے یہ تحفہ مسجد قبلتین میں عطا کیا گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ کی تبدیلی سے قبل مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کے لئے پرانے باب جبریلؑ کے قریب مسجد کی شمالی دیوار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی تبدیلی کے بعد آپ نے چند دن استوانہ عائشہ کے قریب کھڑے ہو کر جنوب کی طرف رخ کر کے امامت کی پھر ہمیشہ محراب نبوی کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز کی امامت فرمائی۔

قبلہ کی تبدیلی کے بعد پرانے باب جبریل کے سامنے کا حصہ مسجد کے عقب میں آ گیا۔ آپ نے یہ حصہ اصحاب صفہ کی رہائش اور تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص کر دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسجد نبوی کے خادموں کا چبوترہ جو کہ مسجد نبوی میں زائرین کو نظر آتا ہے۔ یہ اصحاب صفہ کے لئے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ چبوترہ کئی صدیوں کے بعد بنا اور یہ اس وقت کی مسجد نبوی شریف کی حدود سے باہر تھا۔ جبکہ مقام اصحاب صفہ مسجد کے اندر تھا۔

# سازشیں

اسلام کے دشمنوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اورحضرت عمر فاروقؓ کی قبور کی بے حرمتی کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ آپ تینوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں دفن ہیں۔ دشمنوں نے بار بار کوشش کی کہ ان کے اجسام مبارک کو ان کی قبروں سے نکال لیا جائے تاکہ مسجد نبوی شریف اور مدینہ منورہ توجہ کا مرکز نہ رہیں۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں تین بڑی سازشوں کا ذکر کیا ہے۔

## پہلی سازش

ابن نجار نے اپنی کتاب بغداد کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۳۸۶ھ ۴۱۱ھ تک ایک فاطمی حکمران مصر کا بادشاہ تھا اور مدینہ منورہ اس کے زیر اثر تھا۔ اس حکمران کی سوچ اور کوشش یہ تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دو صحابہ کرامؓ کے اجسام مبارک کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کیا جائے۔ اس طرح لوگوں کی توجہ مدینہ منورہ کی بجائے مصر کی طرف مبذول ہو جائے گی۔ اس نے اس مقصد کے لئے مصر میں ایک نہایت شاندار عمارت تعمیر کی جس میں وہ ان اجسام کو رکھنا چاہتا تھا۔

حکمران نے اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے ایک کارندے ابوالفتوح کو مدینہ منورہ بھیجا۔ جب یہ کارندہ مدینہ منور پہنچا تو اہل مدینہ کو اس سازش کی خبر ہوگئی۔ اس موقع پر قاری زلبانیؒ نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔ سورۃ التوبہ: ۱۲۔ ۱۳

وَ اِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَ طَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡـنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَٮِٕمَّةَ الۡكُفۡرِ‌ ۙ اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ وَهَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ

الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

(ترجمہ) اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کے جلاوطن کرنے کا عزمِ مصمم کر لیا۔ اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ ڈرنے کے لائق اللہ ہے بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو۔

اس یاد دہانی سے اہل مدینہ کو ابوالفتوح پر بہت غصہ آیا۔ وہ ابوالفتوح اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دینے کو تیار ہو گئے۔ ابوالفتوح ڈر گیا اور بول اٹھا۔ میں اس سازش کو کبھی بھی عملی جامہ نہ پہناؤں گا خواہ حاکم مصر مجھے قتل ہی کر دے۔ اسی دوران اُسے مدینہ منورہ سے بھاگنے کا ایک اچھا بہانہ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو ان مجرموں سے نجات دی۔

اس حکمران نے بعد میں ایک اور کوشش بھی کی لیکن وہ دوبارہ ناکام ہوا۔

### دوسری سازش

سمہودی کے قول کے مطابق عیسائیوں نے یہ سازش ۵۵۷ھ میں مرتب کی اس وقت شام کے بادشاہ کا نام سلطان نور الدین زنگی تھا اور اس کے مشیر کا نام جمال الدین اصفہانی تھا۔ ایک رات نور الدین زنگی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں تین بار دیکھا۔ ہر بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان سے کہا کہ مجھے ان دونوں کی شرارت سے بچاؤ۔

سلطان کو خیال گزرا کہ یقیناً مدینہ منورہ میں کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مشیر کے ہمراہ مدینہ پہنچا۔ اور اپنے ساتھ اہل مدینہ منورہ کے لئے قیمتی تحفے لایا۔ مشیر نے

مدینہ منورہ میں اعلان کیا کہ ہر شخص اپنا تحفہ حاصل کرنے کے لئے خود حاضر ہو۔ سلطان نے اہل مدینہ کو تحفے تقسیم کئے لیکن وہ دو شخص نظر نہ آئے۔ بالآخر سلطان نے پوچھا۔ کیا کوئی شخص باقی رہ گیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ دو بہت متقی اور مالدار افراد ہیں۔ جو کسی سے کوئی تحفہ وغیرہ نہیں لیتے بلکہ دیگر لوگوں کو تحائف عطا کرتے ہیں۔ وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں اتنے مشغول ہیں کہ یہاں تک نہیں آئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ اُن کو بھی حاضر کیا جائے۔ جب سلطان نے ان دونوں کو دیکھا تو وہ ہوبہو وہی اشخاص تھے جو اس نے خواب میں دیکھے تھے۔ سلطان نے ان سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم مراکش کے باشندے ہیں۔ حج پر آئے تھے۔ اب ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی کی حیثیت سے یہاں مقیم ہیں۔ سلطان نے پوچھا: تمہاری رہائش کہاں ہیں؟ اُن کی رہائش روضہ مبارک کے قریب مسجد نبوی کی جنوبی دیوار میں کھڑکی کے پاس تھی۔ یہ کھڑکی اب بھی موجود ہے۔

سلطان ان کی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے اور فرش پر سے ایک دری کو ہٹایا۔ سلطان کو دری کے نیچے ایک سرنگ کا دھانہ نظر آیا۔ یہ سرنگ روضہ مبارک تک پہنچ چکی تھی۔ سلطان نے ان دونوں سے کہا کہ اب سچی بات بتاؤ۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں۔ اور ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو نکالنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ہم ہر روز سرنگ کھودتے ہیں اور رات کے وقت مٹی کو تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع قبرستان میں بکھیرتے ہیں۔ یہ ہمارا روزمرہ کا معمول ہے۔ جب ہم اس سرنگ کے ذریعے قبر کے پاس پہنچے تو ایک طوفان آیا اور زبردست بجلی کڑکی علاوہ ازیں ایک زلزلہ بھی آیا۔ اب ہماری سازش ظاہر ہوگئی ہے۔

سلطان کو انسانی اقدار سے گری ہوئی سازش کا بہت الم ہُوا اور وہ بے اختیار رو پڑا۔ جب سنبھلا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اسے اس کام کے لئے چنا۔

سلطان نے ان دونوں مجرموں کے سر اڑانے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے روضہ مبارک کے گرد ایک گہری خندق کھدوائی۔ اور اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا۔ تاکہ مستقبل میں کوئی شخص سرنگ کھود کر ان قبور تک نہ پہنچ سکے۔

سلطان نے روضہ مبارک کے قریب ایک چبوترہ بھی بنوایا۔ تاکہ اس پر ان قبور کی حفاظت کے لئے ہر وقت پاسبان رہیں۔ یہ چبوترہ اب بھی موجود ہے اور باب جبریل سے داخل ہوتے ہی دائیں جانب ہے۔بعض زائرین مدینہ منورہ اسے مقام اصحاب صفہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مقام اصحاب صفہ مسجد نبوی کے اندر تھا۔ جبکہ یہ چبوترہ اس وقت کی مسجد کی چار دیواری سے باہر تھا۔

مقام اصحاب صفہ کے تعین کے لئے استوانہ عائشہ سے شمال کو چلیئے (یعنی قبلہ کی سمت کے خلاف) پانچویں ستون کے قریب مقام اصحاب صفہ ہے یا یہ کہ پُرانے باب جبریل کے بالمقابل یہ مقام تھا۔ یاد رہے کہ وہاں اس وقت کوئی چبوترہ وغیرہ نہیں۔

## تیسری سازش

طبری نے اپنی کتاب الریاض النضرہ میں اس کا یوں ذکر کیا ہے:

حلب شہر (شام) کے چند لوگ مدینہ منورہ آئے۔ وہ مدینہ منورہ کے گورنر کے لئے بیش بہا تحائف لائے۔ اُن کی خواہش تھی کہ روضہ مبارک میں داخل ہو کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے اجسام مبارک کو یہاں سے نکال کر باہر پھینکیں۔ گورنر کی مذہبی سوچ بھی ایسی ہی تھی۔ اس نے منظوری دے دی۔ گورنر نے مسجد کے خادم سے کہا کہ اگر رات کو کچھ لوگ آئیں تو اُن کے لئے مسجد کا دروازہ کھول دینا اور وہ جو کچھ کرنا چاہیں اس میں مداخلت نہ کرنا۔

عشاء کی نماز سے کافی دیر بعد کسی نے باب السلام پر دستک دی۔ خادم نے مسجد کا دروازہ کھول دیا۔تقریباً چالیس آدمی مسجد میں داخل ہوگئے۔ ان کے پاس توڑ پھوڑ اور کھدائی کے ہتھیار بھی تھے۔ خادم سہم گیا اور ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ یہ لوگ روضہ مبارک کی طرف بڑھے۔ ابھی منبر تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک ان کے نیچے کی زمین پھٹ گئی یہ سب لوگ اپنے ہتھیاروں سمیت اس زمین میں دفن ہوگئے۔

گورنر ان لوگوں کا بے تابی سے انتظار کرتا رہا بالآخر خادم کو بلایا اور ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا۔ خادم نے اسے سارا واقعہ بتادیا۔ گورنر نے کہا ہے کیسے ہوسکتا ہے۔تم

یقینا پاگل ہو۔ خادم نے گورنر کو دعوت دی کہ وہ اپنی آنکھوں سے موقع کو دیکھے۔ گورنر نے اس جگہ کی زمین کو دھنسا ہوا پایا۔ تو خادم سے کہنے لگا تم اس معاملے کے بارے میں زبان نہ کھولنا ورنہ میں تمہارا سر اڑا دوں گا۔

اللہ کے دشمن اپنی عقل سے تدبیریں بناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی تدبیریں بناتے ہیں۔ یقینا اللہ کی تدبیریں انسانی تدبیروں پر حاوی ہیں۔ سورۃ الانفال: ۳۰

وَيَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

(ترجمہ) (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ تدبیر کرنے والے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کی دنیاوی حیات میں اور اس کے بعد بھی سب لوگوں سے حفاظت فرمائی۔ سورۃ المائدہ: ٦٧

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

(ترجمہ) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

سوچیئے کہ انسانی سب تدبیریں ناکام رہیں۔ بلکہ ان ذلیل سازشوں کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی معجزات آشکارا ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی ان کے دشمنوں کے بُرے منصوبوں اور ذلیل سازشوں سے حفاظت فرمائے۔ اور مسلمانوں کو اچھے اعمال کی توفیق دے تا کہ وہ ربّ العزت کی حفاظت کے مستحق بن جائیں۔ آمین

# چند دیگر تاریخی مقامات

## مسجد اجابہ

مسجد اجابہ موجودہ انصار اسپتال کے قریب ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے بہت لمبی دعا مانگی۔ بالآخر رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی۔ پہلی دو منظور ہوگئی ہیں لیکن تیسری منظور نہیں ہوئی۔ سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری امت کو قحط سالی سے تباہ نہ فرمانا۔ دوسرے یہ کہ میری امت غرق ہو کر تباہ نہ ہو۔ اور تیسری یہ کہ میری امت باہمی لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے۔ (مسلم)

## مسجد ابی ذر

امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں اور رسول اکرم ﷺ نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ایک بہت ہی لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ میں فکر مند ہو گیا کہ کہیں آپ کی روح تو پرواز نہیں کر گئی۔ اس فکر سے میں چپکے چپکے رونے لگا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے میں نے اپنی فکر کا اظہار کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر سلام وصلوٰۃ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سلام وصلوٰۃ بھیجیں گے۔ میں نے اس شکرانے کا لمبا سجدہ کیا۔

## مسجد غمامہ

مسجد غمامہ، مسجد نبوی شریف کے مغرب میں ہے اور رسول اکرم ﷺ یہاں عید کی نماز پڑھاتے تھے۔ پہلے یہ کھلا میدان تھا۔ بعد میں ترکوں نے یہاں مسجد بنوادی جو ابھی تک قائم ہے۔

## مسجد جمعہ

مسجد جمعہ مسجد قبا سے تقریباً ایک کلو میٹر ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی پہلی نماز یہاں ادا کی۔

## البقیع

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قبرستان کی زیارت کو جاتے اور مدفون صحابہ کرامؓ کے لئے دعا فرماتے۔ ان میں سے ایک دعا یہ ہے:

السلام علیکم دَار قوم مؤمنین وَاِنَّا اِن شاءَ اللہ بِکُمۡ لَاحِقُون

اے مومنین کی بستی۔ آپ سب کو السلام علیکم۔ انشاء اللہ ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنبہ کے مندرجہ ذیل افراد یہاں دفن ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں۔ فاطمہؓ۔ رقیہؓ۔ ام کلثومؓ۔ اور زینبؓ۔ آپ کا بیٹا ابراہیمؓ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب بیویاں سوائے خدیجہؓ اور میمونہؓ کے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ اور پھوپھیاں صفیہؓ اور عاتکہؓ۔ ان کے علاوہ حسنؓ۔ فاطمہ بنت اسدؓ (حضرت علیؓ کی والدہ صاحبہ) عقیل بن ابوطالبؓ اور عبداللہ بن جعفر بن ابوطالبؓ۔

اس قبرستان میں ہزاروں صحابہ کرامؓ دفن ہیں۔ مدفون صحابہ کرامؓ میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ (تیسرے خلیفہ)، حضرت خنیس بن حذافہؓ، حضرت سعد بن مسعودؓ، حضرت اسد بن زرارہؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ۔

علاوہ ازیں امام مالک رحمۃ اللہ۔ امام نافع رحمۃ اللہ۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہؓ بھی یہیں دفن ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قبولیت کے ساتھ مدینہ منورہ سے بلائیں اور جنت البقیع میں جگہ دیں۔ آمین

## مسجد رائیہ:

رائیہ کے معنی جھنڈا ہے۔ خندق کی کھدائی کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ جبل رائیہ

(جبل ذُباب) پر تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں ایک اسلامی پرچم نصب فرمایا۔ علاوہ ازیں سخت چٹان کو توڑنے والا معجزہ (تفصیل کے لئے غزوہ احزاب ملاحظہ فرمائیں) بھی اسی پہاڑی کے شمال میں پیش آیا۔ یاد رہے کہ خندق کی جنگ کے آغاز کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ مسجد فتح کے مقام پر تھا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی فتح کے لئے بہت دعائیں فرمائیں۔ مسجد فتح سبعہ مساجد روڈ پر ہے جبکہ مسجد رائیہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روڈ پر ہے۔

## مسجد مستراح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد سے واپسی کے دوران یہاں قیام فرمایا۔ یہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ روڈ پر واقع ہے یاد رہے کہ خندق مسجد مستراح لے کر مسجد فتح تک کھودی گئی تھی۔

## مسجد شیخان

مسجد شیخان مسجد مستراح کے بالکل قریب ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد کو جاتے وقت ایک رات یہاں قیام فرمایا اور مغرب اور عشاء کی نمازیں یہیں ادا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں نہ صرف اپنی فوج کی صف بندی کی بلکہ کمسن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واپس مدینہ بھیج دیا۔ یہاں سے احد کی طرف روانگی کے بعد عبداللہ بن اُبی منافق اپنے تین سو ساتھیوں سمیت اسلامی لشکر کو چھوڑ کر واپس مدینہ چلا گیا۔

## مسجد بنی حرام

یہ سبعہ مساجد روڈ پر واقع ہے۔ تفصیل کے لئے غزوہ احزاب ملاحظہ فرمائیں۔

## سقیفہ بنی ساعدہ

سقیفہ کے معنی بیٹھک یا کانفرنس روم ہے۔ قبیلہ بنی ساعدہ کے اس کانفرنس روم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ چنا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ مسجد نبوی شریف سے باہر باب ملک سعود اور سعودی بس اسٹاپ SAPTCO کے درمیان واقع ہے۔ آج کل اس کے آدھے حصے پر ایک باغیچہ ہے اور باقی آدھے حصے پر ایک الیکٹرک پاور اسٹیشن ہے۔

# مسجد نبوی شریف کا اندرونی حصہ

کئی مؤرخین نے مسجد نبوی شریف کی تفصیل لکھی ہے۔ مثلاً شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی جو کہ (۹۵۸ھ۔ ۱۰۵۲ھ) تک اس دنیا میں حیات تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں مندرجہ ذیل تفصیل بیان کی ہے۔ یوں تو مسجد کا چپہ چپہ مبارک ہے لیکن بعض ستونوں اور محرابوں کا بیان ضروری ہے۔ یاد رہے کہ موجودہ مسجد کے ستون اسی جگہ پر ہیں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے۔

۱۔ **ستون وفود:** اس پر لکھا ہے۔ هذه استوانة الوفود۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس استوانہ کے قریب باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ اور اس دوران جلیل القدر صحابہ کرامؓ آپ کے گرد تشریف فرما ہوتے۔

۲۔ **ستون حرس:** اس پر ابھی بھی لکھا ہے۔ هذه أستوانة الحرس۔ یہاں پر سیکورٹی گارڈ کھڑا ہوا کرتا تھا۔ مورخ مطری لکھتے ہیں۔ ’’کہ اس استوانہ کے سامنے حضرت عائشہ کے حجرہ میں ایک دروازہ تھا۔ جہاں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اکثر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیکورٹی گارڈ حضرت علیؓ ہوتے اور اکثر یہیں نماز پڑھتے اس لئے اسے استوانہ علی بھی کہا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ جب آیت کریمہ سورۃ المائدہ نمبر ۶۷ نازل ہوئی۔ یعنی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگوں سے حفاظت کریں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ کے لئے سیکورٹی گارڈ ہٹا دیا۔

۳۔ **ستون سریر:** اس پر لکھا ہے۔ هذه أسطوانة السرير۔ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق اس جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کے دوران اپنی چٹائی بچھاتے تھے۔

۴۔ **ستون ابی لبابہؓ:** اس پر لکھا ہے۔ هذه أسطوانة أبی لبابة۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کو اُن کی خیانت کی سزا دینی چاہی تو بنو قریظہ

کے کہنے پر ابولبابہؓ کو ثالث مقرر کیا۔ اس قبیلہ سے بات چیت کے دوران ابولبابہؓ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک راز فاش ہوگیا۔ جس کا انہیں فوراً احساس ہوا۔ ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ سات دن اور رات ایسے ہی رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ اس سلسلہ میں سورۃ الانفال کی آیات نمبر ۲۷۔۲۸ امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے نازل ہوئیں۔ اسے ستون توبہ بھی کہتے ہیں۔ تفصیل کے لئے غزوہ بنوقریظہ دیکھئے۔

یہ مقام عبرت ہے کہ صحابہ کرامؓ لغزش سرزد ہونے کی صورت میں اس کی تلافی کے لئے ایسے مشکل امتحان سے گزرتے تھے۔ اور ان کے ہاں راز کا فاش کرنا یا وعدہ خلافی ایک بہت بڑا جرم تھا۔

**۵۔ ستون عائشہؓ:** اس پر لکھا ہے۔ **ھذہ اسطوانۃ عائشۃؓ۔** طبرانی نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسجد نبوی میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی اہمیت کا پتہ چل جائے تو انہیں وہاں نماز ادا کرنے کے لئے قرعہ ڈالنا پڑے گا۔

ایک بار صحابہ کرامؓ نے حضرت عائشہؓ سے اس جگہ کے بارے میں دریافت کیا۔ لیکن آپ خاموش رہیں اور صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ عبداللہ بن زبیرؓ ستون عائشہ کے پاس نفل نماز ادا کررہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ سمجھ گئے کہ عائشہؓ نے خاموشی سے اپنے بھانجے کو بتادیا ہے۔ وہ یہی مبارک جگہ ہے۔

علاوہ ازیں جب قبلہ کی سمت مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام کی طرف منتقل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز ستون کے قریب کھڑے ہوکر امامت فرمائی اور بعد میں موجودہ محراب نبوی سے امامت فرمائی۔

**۶۔ ستون مخلقہ:** اس پر لکھا ہے۔ **ھذہ اسطوانۃ المخلقۃ۔** حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ

دیا کرتے تھے۔ ایک دن انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک منبر بنا دیں۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر بیٹھ کر خطبہ دے سکیں۔ اور آپ کی تھکاوٹ قدرے تخفیف ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ رائے قبول فرمائی۔ اور ایک لکڑی کا منبر بنایا گیا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو کھجور کا تنا زاروقطار رونے لگا۔ صحابہ کرامؓ نے اس تنے کا رونا اپنے کانوں سے سنا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور اس تنے کو گلے لگا لیا۔ یہ تنا سسکیاں بھرتے بھرتے چپ ہوگیا۔ جیسا کہ حاملہ اونٹنی سسکیاں بھرتی ہے۔ یہ تنا اس لئے رو رہا تھا کیونکہ یہ اپنے قریب کئے جانے والے اللہ کے ذکر سے محروم ہو گیا تھا۔ بعد میں اس تنے پر ایک خوشبو لگائی جاتی تھی جس کو خلوق کہتے ہیں۔ اس لئے یہ استوانہ مخلقہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ (بخاری)

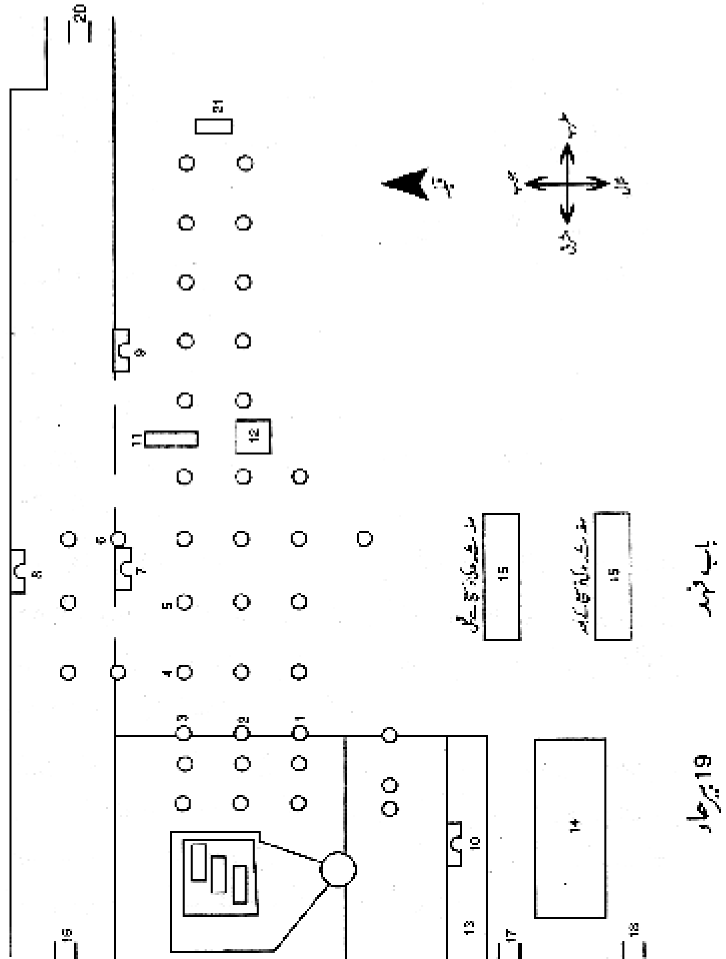
**۷۔ محراب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے اور چاروں خلفاء کے زمانے میں مسجد نبوی شریف میں نہ تو کوئی محراب تھا اور نہ ہی کوئی مینا۔ یہ محراب عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۹۱ھ میں تعمیر کیا۔ اگر آپ اس محراب میں نماز کے لئے کھڑے ہوں تو آپ کی سجود کی جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کی جگہ ہوگی۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سجود کی جگہ آپ کے سامنے کی موٹی دیوار میں ہے۔

**۷۔ محراب عثمانی:** تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفانؓ اس جگہ سے نماز کی امامت فرماتے تھے۔ اب بھی مسجد نبوی شریف کے امام صاحب نماز کے دوران یہاں ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ محراب بھی عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنوایا۔

**۹۔ محراب حنفی:** ایک زمانے میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی امام مسجد نبوی شریف میں قدرے مختلف اوقات اور مختلف جگہوں پر نماز پڑھتے تھے۔ اس محراب کی جگہ حنفی امام نماز پڑھاتے تھے۔ آج کل مسجد نبوی شریف میں ایک ہی امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں جو کہ حنبلی ہیں۔ یہ تبدیلی سعودی حکومت کے قیام پر معرض وجود میں آئی۔

**۱۰۔ محراب تہجد:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تہجد ادا کیا کرتے تھے۔

## مسجد نبوی شریف کا خاکہ




بیر حاء باب فہد کے پاس مسجد کے اندر واقع ہے۔
(نوٹ: بیر حاء اس خاکہ کی سکیل کے مطابق نہیں دکھایا گیا)

## ستون

۱۔ستون وفود

۲۔ستون حرس

۳۔ستون سریر

۴۔ستون ابی لبابہؓ

۵۔ستون عائشہؓ

۶۔ستون مخلقہ

## محراب

۷۔محراب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۷۔محراب عثمانی

۹۔محراب حنفی

۱۰۔محراب تہجد

۱۱۔منبر

۱۲۔مؤذن کا چبوترہ

۱۳۔تہجد کا چبوترہ

۱۴۔سیکورٹی کے لئے چبوترہ

۱۵۔صفہ

۱۶۔باب بقیع

۱۷۔باب جبریل

۱۸۔باب نساء

۱۹۔بئر حاء

۲۰۔باب سلام

۲۱۔ابوبکرؓ کا گھر

**۱۱۔منبر:** جیسا کہ مسلم اور بخاری میں درج ہے۔ ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کا درمیانی حصہ جنگ کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگا۔مختلف ممالک کے حکمران وقتاً فوقتاً مسجد نبوی شریف کے لئے عالیشان منبر بنوا کر بھیجتے رہے۔موجودہ منبر عثمانی دور کے سلطان مراد ۹۹۸ھ میں بھیجا۔

**۱۲۔مؤذن کا چبوترہ۔ ۱۳۔تہجد کا چبوترہ۔**

**۱۴۔سیکورٹی کے لئے چبوترہ:** اگر آپ مسجد نبوی شریف میں باب جبریل سے داخل ہوں تو یہ چبوترہ آپ کے دائیں ہاتھ ہوگا۔ اسے سلطان نور الدین زنگی نے تعمیر کرایا تھا۔ اکثر زائرین اسے صفہ سمجھتے ہیں جو کہ درست نہیں۔

**۱۵۔صفہ:** صفہ کے معنی ہیں سایہ دار جگہ۔ یہ ایک چبوترہ تھا جہاں غریب اور بے گھر صحابہ کرامؓ مقیم تھے۔ اور اسلامی تعلیم وتربیت حاصل کرتے تھے۔ اگر آپ استوانۂ عائشہ سے قبل کی مخالف سمت چلیں تو پانچویں ستون کے بعد صفہ تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات ہجری میں مسجد نبوی شریف کی توسیع فرمائی تو یہ صفہ تقریباً دس میٹر مزید شمال کو منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ مسجد نبوی شریف کے خاکہ سے واضح ہے۔

**۱۶۔باب بقیع ۱۷۔باب جبریل ۱۸۔باب نساء**

**۱۹۔بئر حاء:** اگر آپ باب فہد سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوں تو یہ کنواں تقریباً ۱۵ میٹر مسجد کے اندر ہے۔ وہاں فرش پر تین دائرے بنا دیئے گئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنویں پر کئی بار تشریف لائے اور اس کا پانی پیا۔ دراصل یہ کنواں اور باغ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھا۔ جب انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۲ سنی:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ

(ترجمہ) تم اس وقت تک اعلیٰ تقوی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ شے اللہ کی راہ میں نہ دے دو)۔تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کنواں اور باغ بطور

صدقہ دے دیا تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ (مسند احمد) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہی فی الفور اور پورے اخلاص سے قرآن پاک کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ (مسند احمد)

**۲۰۔ باب سلام**

**۲۱۔ ابوبکرؓ کا گھر:** اگر آپ منبر سے باب صدیق کی طرف چلیں تو پانچویں ستون کے بعد آپؓ کا گھر تھا۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب گھروں کے دروازے جو مسجد نبوی میں کھلتے ہیں بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر صدیقؓ کے گھر کا دروازہ۔ یہ اس بات کی پیش گوئی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہوں گے۔ (بخاری)

## اذان کے بعد دعا کا ثواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان سنی اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ)

(ترجمہ) اے اللہ۔ اے اس مکمل دعوت اور قائم نماز کے پروردگار۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص قرب اور خاص فضیلت عطا فرما۔ اور اس مقامِ محمود (تعریف کئے ہوئے مقام) پر کھڑا فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (بخاری)

نوٹ: حدیث شریف میں قوسین کے درمیان والے الفاظ امام بیہقی کی روایت سے ہیں اور اس کی سند جید ہے۔

# اللہ تعالیٰ کا فرمان

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(ترجمہ) بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجو اور سلام بھیجا کرو۔ سورۃ الاحزاب:۵۶

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا طریقہ بخاری میں درج ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَرَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ،

## خوشخبری

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسلم)

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔ (مسلم)

## حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق عظیم

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ سورۃ التوبہ: ۱۲۸

(ترجمہ) (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے۔ جو تمہاری بھلائی کے نہایت خواہش مند ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) ایمان والوں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

# سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ کے صحابہ کرامؓ اور آپ کی امت کی مدح سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کریمہ میں فرمائی۔ سورۃ البقرہ: ۲۸۵۔۲۸۶

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

(ترجمہ) رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس چیز کا جو ان کے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ (یعنی قرآن کے حق ہونے) کا اعتقاد رکھتے ہیں اور دوسرے مومنین بھی۔ سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے ربّ! ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اور ہم نے آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش (کے مطابق)۔ اس کے لئے (اجر) ہے جو اس نے کمایا اور اس پر (عذاب) ہے جو اس نے کمایا۔ اے ہمارے ربّ! اگر ہم بھول جائیں۔ یا ہم چوکیں تو ہمیں نہ پکڑ، اے ہمارے ربّ! ہم پر بوجھ نہ ڈال جیسے تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔ اے ہمارے ربّ! ہم سے نہ اٹھوا جس کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور تو ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دیا اور ہم پر رحم کر۔ تو ہمارا آقا ہے۔ پس کافروں کی قوم پر ہماری مدد کر۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لیتا ہے تو یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔ (یعنی اس عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے)۔ (بخاری)

معراج کی رات جو تین چیزیں نبی کریم ﷺ کو عطا کی گئیں۔ ان میں سے ایک سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات بھی ہیں۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دو آیات مجھے ایک خاص خزانہ سے عطا کی گئیں۔ جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہے۔ اس لئے تم خاص طور پر ان آیات کو سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ (مستدرک حاکم اور بیہقی) اسی لئے فاروق اعظمؓ اور علیؓ نے فرمایا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ کوئی شخص جس کو کچھ بھی عقل ہو وہ ان دو آیتوں کو پڑھے بغیر نہ سوئے گا۔

مندرجہ ذیل نکات نوٹ فرمایئے:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے نام مبارک کی بجائے لفظ رسول فرما کر آپ ﷺ کی تعظیم کو واضح کر دیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدی کی مدح فرمائی کہ یہ اللہ کے کسی رسول کا انکار نہیں کرتے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی تعریف فرمائی جنہوں نے کہا کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے ربّ! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ اور ہم نے تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

۴۔ جو خیالات اور وسوسے غیر اختیاری طور پر دل میں آجائیں اور ان پر کوئی عمل نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاف ہیں۔ پس ثواب وعذاب اس کا ہوگا جو ارادہ سے کیا جائے۔

۵۔ اخیر میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نہایت خوبصورت دعا سیکھا دی تا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر سخت اعمال کا بوجھ نہ ڈالیں۔ مثلاً بنی اسرائیل کے لئے کپڑا پانی سے پاک نہ ہوتا تھا بلکہ کاٹنا یا جلانا پڑتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے امتِ محمدی کے لئے احکامات آسان فرما دیے۔ الحمد اللہ ربّ العالمین

اب آپ ایک عجیب وغریب حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک دروازہ کھلنے کی بڑے زور سے آواز آئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ اور اس سے ایک فرشتہ اترا۔ یہ فرشتہ اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور کہا: آپ کو دو نوروں کی خوشخبری ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت ہوئے ہیں۔ یہ اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔ ایک سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔ جو شخص ان کو پڑھ کر کوئی چیز مانگے گا وہ اس کو ضرور مل جائے گی۔'' (مسلم)

## اہم یاددہانی

واضح ہو کہ بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرمائیں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں ۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں

### نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔

۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔

۳۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔

۴۔ سجدے کے درمیان پاؤں زمین پر جمے رہیں۔

۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگا رکھیں۔

۶۔ سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہئیں (مسلم)

۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

# ہدیہ تبریک

عجب ہے مشیّت کا یہ کارخانہ
بھرے پیٹ کو پوچھتا ہے زمانہ

یہ نورانی راتیں منوّر اجالا
خدا جانے کب ہو مدینہ میں آنا

کتابیں بہت خوب اردو سلیس
ذہن فلسفی اور قلم مدبرانہ

نہ ہم جانتے ہیں نہ پہچانتے ہیں
تمہارا تعارف فقط غائبانہ

ہوّا ایک ہفتہ میں نہ امتیاز
صد افسوس تابشؔ سے ملنا ملانا

سید انوار الحسن تابشؔ بھوپالی
بھوپال (انڈیا)

مدینہ منورہ ۱۳/فروری ۲۰۰۵ء